لجنہ اماء اللہ کینیڈا

النساء

ستمبر تا دسمبر 2017ء

جلد # 29۔ شمارہ نمبر 3

نصائح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برائے بدرسُومات مہندی، شادی بیاہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شادی بیاہ کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایت فرمائی ہے:

جماعت میں شادی بیاہ پر پھر سے رسمیں اور فضول خرچیاں شروع ہو گئی ہیں۔ بعض رسمیں خاص طور پر پاکستانی اور ہندوستانی معاشرہ میں راہ پا گئی ہیں۔ جن کا اسلام کی تعلیم سے کوئی بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ ان رسوم کے بارہ میں یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ شاید یہ بھی شادی کے فرائض میں داخل ہیں اور اس کے بغیر شادی ہو ہی نہیں سکتی اور اس کیلئے نہایت فضول خرچ کیا جاتا ہے۔

مہندی کی رسم کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ مہندی پر دعوتیں ہوتی ہیں، کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کئی ہفتے پہلے جاری ہو جاتا ہے اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وُسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ جن لوگوں کی طاقت نہیں ہوتی وہ بھی ان فضول رسوم میں پڑ کر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ احمدیوں کو اس حوالہ سے خصوصی طور پر جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اس لئے مہندی کی رسم پر ضرورت سے زیادہ خرچ اور بڑی بڑی دعوتوں سے ہمیں رُکنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا

"ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ فضول خرچ ہوتا ہے"۔ آج سے سو سال پہلے یا اس سے زیادہ پہلے اُس زمانہ میں تو صدہا روپیہ کا خرچ بھی بہت بڑا خرچ تھا لیکن آج کل تو صدہا کیا لاکھوں کا خرچ ہوتا ہے اور اپنی بساط سے بڑھ کر خرچ ہوتا ہے۔

مجھے بعض شکایات مل رہی ہیں کہ بعض لوگ ضرورت سے زیادہ ان رسموں میں پڑنے لگ گئے ہیں۔ اس لئے میں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسوم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کریں۔ شادیوں پر بے جا اسراف اور دکھاوا اور اپنی شان اور پیسے کا جو اظہار ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔

ہر احمدی کو اپنا مقام سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان کرتے ہوئے اسے مسیح موعود مہدی معہود کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب یہ فرض ہے کہ صحیح اسلامی تعلیم پر عمل ہو۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ عورتیں عورتوں میں ناچ لیں تو کیا حرج ہے؟ عورتوں کے عورتوں میں ناچنے میں بھی حرج ہے۔ قرآن کریم نے کہہ دیا ہے کہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے تو بہر حال ہر احمدی عورت نے اس حکم کی پابندی کرنی ہے۔ اسی طرح شادی کارڈوں پر بھی بے انتہاء خرچ کیا جاتا ہے۔

ہر احمدی نے ان لغویات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کیلئے ہر اس چیز سے بچنا ہو گا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔

(از خط موصولہ دفتر امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا مؤرخہ 14 دسمبر 2017)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

النساء

لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مذہبی، علمی و ادبی مجلّہ

جلد# 29۔ ستمبر تا دسمبر 2017ء۔ شمارہ نمبر 3

نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ملک لال خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زیرِ نگرانی

مکرمہ و محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری اشاعت

کشور چوہدری صاحبہ

مدیرہ اُردو

فرزانہ سنوری صاحبہ

پروف ریڈرز

امتہ الرفیق ظفر صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، عنبرین منظور صاحبہ

اُردو کمپوزنگ اور تزئین و زیبائش

ناصرہ نسیم صاحبہ، وجیہہ قیوم صاحبہ، ثمرہ ندیم صاحبہ،

تحمیدہ ولی صاحبہ، مبشرہ محمود صاحبہ

مینجر

لائقہ احمد صاحبہ

پبلشر

جیمنک گرافکس

عنوانات

کلامِ الٰہی، کلامِ رسول ﷺ، کلامِ امام الزماںؑ	1
اداریہ	2
خطبہ جمعہ	3
توکّل علی اللہ تقریر صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا بر موقعہ جلسہ سالانہ کینیڈا 2017ء	10
صحابیاتِ رسولؐ کی محبتِ رسولؐ تقریر مکرمہ امتہ الرفیق ظفر صاحبہ بر موقعہ جلسہ سالانہ کینیڈا 2017ء	16
تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بد گمان سے	23
دُعا اور صبر	24
جلسہ سالانہ کینیڈا 2016ء کی چند خوبصورت یادیں	26
ایم۔ٹی۔اے کے 25 سال	28
تتلی	29

النساء میں اشتہار دیئے جانے کے لئے

1- ایک پورے صفحہ کا اشتہار: -/$250

2- آدھے صفحہ کا اشتہار: -/$150

3- 1/4 صفحہ کا اشتہار: -/$100

اشتہار ارسال کرنے کیلئے email: annisaa@lajna.ca

کلامِ الٰہی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (سورہ التوبہ: آیت 119)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (سورہ التوبہ: آیت 119)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۱۰﴾ (سورہ الشمس: آیت 10)

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اُس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔ (سورہ الشمس: آیت 10)

کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے (یعنی دوست کے اخلاق کا انسان پر اثر ہوتا ہے) اس لئے غور کرنا چاہیے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے“۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ۔ (ابو داؤد کتاب الادب)

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں۔ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ”سوائے مومن آدمی کے کسی کی صحبت مت اختیار کر اور تیرا کھانا سوائے پرہیز گار کے کوئی نہ کھائے“۔ (ابو داؤد کتاب الادب)

کلام امام الزماں علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

دیکھو ایک زمانہ وہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنِ تنہا تھے مگر لوگ حقیقی تقویٰ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے حالانکہ اب اس وقت لاکھوں مولوی اور واعظ موجود ہیں لیکن چونکہ دیانت نہیں، وہ روحانیت نہیں، اس لیئے وہ اثر اندازی بھی انکے اندر نہیں ہے۔ انسان کے اندر جو زہریلا مواد ہوتا ہے وہ ظاہری قیل و قال سے دور نہیں ہوتا اس کے لئے صحبتِ صالحین اور انکی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے فیض یافتہ ہونے کیلئے ان کے ہمرنگ ہونا اور جو عقائد صحیحہ خدا نے ان کو سمجھائے ہیں ان کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 446)

” تیسرا پہلو حصول نجات اور تقویٰ کا صادقوں کی معیت ہے جس کا حکم قرآن شریف میں ہے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ یعنی اکیلے نہ رہو کہ اس حالت میں شیطان کا داؤ انسان پر ہوتا ہے بلکہ صادقوں کی معیت اختیار کرو اور ان کی جمعیت میں رہو تا کہ ان کے انوار و برکات کا پرتو تم پر پڑتا رہے اور خانۂ قلب کے ہر ایک خس و خاشاک کو محبت الٰہی کی آگ سے جلا کر نورِ الٰہی سے بھر دے“۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 269 حاشیہ)

اداریہ

مختلف مزاج کے لوگ معاشرے کی تشکیل دیتے ہیں۔اس لئے معاشرے کی تشکیل میں ہر انسان اہم کردار ادا کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہر بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے اور اُس کی پرورش و تعلیم و تربیت اس کے مزاج اور عادات اطوار کی تعیین کرتے ہیں۔یوں متفرق گھریلو ماحول کسی انسان کے مزاج کی تشکیل کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ والدین بچپن سے ہی اپنے بچوں کو بُری صحبت سے دُور رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور اس کے لیئے ہر ممکن کوشش بھی کرتے ہیں۔

اس ضمن میں ہمیں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت حضرت مسیح موعودؑ سے بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔تاکہ ہر کوئی صحبتِ صالحین سے فیضیاب ہونے کے تمام ذرائع سے فائدہ مند ہو سکے۔ایک مقام پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”صحبت میں بڑا اثر ہے۔اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے“۔(ملفوظات جلد 4 صفحہ 609)یعنی صادقوں کی صحبت بھی سچائی کی روح پھونک دیتی ہے۔

بعثت حضرت مسیح موعود کا اوّلین مقصد آپکی جماعت میں نیک اور سعادت مند روحوں کی فوج پیدا کرنا تھا اس لیئے آپؑ ہمیشہ صحابہ کو آپ کی معیّت میں وقت گزارنے قادیان میں دیگر اصحاب کی صحبت میں رہنے کی نصیحت فرماتے۔

کیونکہ نیک صحبت ہی دراصل معاشرے میں امن و سکون پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے اور جس سے معاشرے میں نیکی کی روشنی اور چمک پیدا ہوتی ہے۔

محاسبۂ نفس کے لئے بھی ضروری ہے کہ انسان نیک و کاروں سے پیوند کاری کرے اور پھر اپنی اصلاح بھی کر سکے۔چونکہ انسان خطا کا پُتلا ہے اور ہر لحہ اُسے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ غلطیوں کی ساتھ ساتھ اصلاح کر سکے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:10)

یقیناً اُس نے نجات پائی جس نے نفس کا تزکیہ کیا۔

ایک احمدی کی روزانہ زندگی کا معمول ایسا ہونا چاہیئے جس میں حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ وہ حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رکھے اور اپنے اخلاق اور اعمال کی ترقی کے لیئے ہر دَم کوشاں رہے۔نیکی پانے اور راستبازی اختیار کرنے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔

اس وقت ہمارے ہاتھ میں صحبتِ صالحین پانے کا بہترین ذریعہ ایم ٹی اے ہے اور اصلاحِ نفس کا بہترین ذریعہ پیارے امام کے خطباتِ جمعہ ہیں۔خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ پوری دیانتداری سے محاسبۂ نفس کرتے ہوئے ہم ایک نیک و پاک معاشرہ کو تشکیل دے سکیں۔آمین۔

رسالہ النساء کے لئے درج ذیل بہنوں کی نگارشات گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں موصول ہوئیں۔یہ مضامین وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت رہیں گے۔انشاء اللہ۔

مضمون	جماعت	پیشکش	مضمون	جماعت	پیشکش
تعارف کُتب حضرت مسیح موعودؑ	ویسٹن نارتھ ویسٹ	عطیہ عارف	قرآں کے گرد گھوموں	مسی ساگا ویسٹ	ماریہ احمد مرزا
ماؤں کو نصیحت	پیس ویلج ایسٹ	عفت چوہدری	صفاتِ باری تعالیٰ	عاصمہ سلیم	ریکسڈیل
ترکیب اور فائدے ادرک کے	سرے ساؤتھ	حرا عاطف	تخلیقی ذرائع تبلیغ	برمپٹن کیسل مور	مبشرہ وقار ہاشمی
برمپٹن ریجنل اجتماع رپورٹ	برمپٹن	ثمینہ بشریٰ	حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں	ریکسڈیل	ثمرۃ الحیٔ
آسٹیوپوروسس	کیلگری نارتھ ویسٹ	نائلہ حلیم	پکوان۔دھواں گوشت	ایئر ڈری۔کیلگری	عائشہ شرما
آنکھوں کی حفاظت	پیس ویلج ایسٹ	عالیہ داؤد	جہلم کی سرزمین اسلامی سرشت کی خاصیت رکھتی ہے	احمدیہ ابوڈ آف پیس	نسرین محبوب
قرآن شریف سیکھنے کی آسان راہ	پیس ویلج ایسٹ	طاہرہ چوہدری	جلسہ کی برکات	لائیڈ منسٹر	صدف علیم صدیقی
آیئے اپنی سوچ کو بدلیں	پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ	امتہ الواسع شاہد	تربیتِ اولاد میں وُسعتِ حوصلہ	پیس ویلج سنٹر ایسٹ	روبینہ چوہدری
حضرت عائشہ صدیقہؓ	سرے ساؤتھ	حرا عاطف	نظم۔اگست کے لئے / وردِ زباں	کیلگری ساؤتھ	متین خان
سہل اندازِ گفتار۔اعمال۔اعلیٰ اخلاق	پیس ویلج ایسٹ	فتیحہ مجید	نظم۔ذات اور نفس کی جنگ	ایڈمنٹن ویسٹ	نعیمہ ثمن
اُردو سیکھنے کی اہمیت	پیس ویلج سنٹر ایسٹ	عیشہ احمد چوہدری	نظم۔حمدِ باری تعالیٰ	برمپٹن کیسل مور	مبشرہ وقار ہاشمی

خطبہ جمعہ

ماں باپ کو بھی اپنے بچوں کی مجالس اور صحبتوں پر نظر رکھنی چاہیئے تا کہ ہمارے نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی بُری صحبتوں اور مجلسوں سے محفوظ رہیں۔ اور خود بھی گھروں میں ایسی پاک مجلسیں لگانی چاہئیں جو ہمیشہ تربیتی نقطۂ نظر سے بہترین ہوں۔

مستقل دینی اور علمی مجلسیں لگائیں۔ باقاعدہ پروگرام نہیں بھی ہو رہا تب بھی اپنی مجالس میں بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے اور فضول گفتگو کرنے کے تعمیری گفتگو کریں اور لغو باتوں سے ہمیشہ پرہیز کریں اور اپنا وقت ضائع ہونے سے بچائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 ستمبر 2017ء بمطابق 22 / تبوک 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

دنیا میں مجلسوں کی بہت سی قسمیں ہیں یا مختلف مجالس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔ بعض مجالس مشوروں کے لئے ہوتی ہیں جس میں دنیاوی مقاصد کے حصول کے لیئے مشورے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ حکومت چلانے کے لیئے مشورے ہوں یا سیاستدانوں کے مجلسوں کے مشورے ہوں یا کاروبار کرنے والوں کی مجلسیں ہوں۔ یا پھر کھیل کود اور تفریح کی باتیں ہوں اس کے لیے مجلسیں ہوتی ہیں۔ تفریح یا نام نہاد علمی مجالس کے لیے بعض مجلسیں ہوتی ہیں ان کے لیئے کمیٹیاں بنتی ہیں۔ تفریح کے پروگراموں کو بنانے کے لیے بھی لوگ مل کر بیٹھتے ہیں، سوچتے ہیں۔ غرض کہ یہ سب قسم کی مجالس اور کمیٹیاں اور مل کر بیٹھنا دنیاوی کاموں کے لیے ہوتا ہے اور خدا کے لئے یا خدا تعالیٰ کی رضا کے لیئے یا خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لیئے مجالس نہیں ہوتیں۔ اگر لوگوں کی بہتری کے لئے بھی کوئی مجلس لگتی ہے، کوئی باتیں سوچی جاتی ہیں تو وہ بھی دنیاوی اغراض کے لیئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اس میں بھی مقصود نہیں ہوتی۔ لیکن بعض ایسی مجالس بھی ہوتی ہیں جو دینی اغراض کے لئے ہوں، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کے لیئے ہوں، انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کے منصوبے سوچنے سے متعلق ہوں یا روحانیت میں ترقی کرنے کے ذرائع تلاش کرنے کے لیئے ہوں۔ یا ان مجالس میں شامل ہونے والے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے اس میں شامل ہوتے ہیں۔ غرض کہ ان مجالس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارا جو کام بھی ہو، ہم جو بھی منصوبہ بندی کریں، مجلس کے جو بھی پروگرام ہوں، اُن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ اُن میں لغویات سے پرہیز ہو۔ یہ ایسی مجالس ہیں جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور ایسی مجالس کے نتائج اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور ایسی مجالس میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی نوازتا ہے۔

پس ایک مومن کا کام ہے چاہے اس کے گھر کی مجلس ہے، بیوی بچوں کے ساتھ ہے یا گھر سے باہر کی مجالس ہیں، ان میں اس کی یہ کوشش رہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو کس طرح حاصل کرنا ہے اور اپنی روحانیت کو کس طرح سنبھالنا اور بہتر کرنا ہے۔ ایک مومن کی بظاہر دنیاوی مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی۔ دنیاوی کاموں کو کرتے ہوئے بھی لغویات سے وہ پرہیز کرنے والا ہوتا ہے۔ دل اگر دنیاوی کاموں میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر اسے نہیں بھولتا۔ مومن کی دنیاوی کاموں کی مجالس میں بھی دھوکہ اور دوسروں کے حقوق

غصب کرنے کے لیئے باتیں نہیں ہوتیں چاہے وہ دنیاوی کام کر رہا ہے۔ جیسا کہ آج کل کی سیاسی اور دنیاداروں کی مجالس میں باتیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو ہر وقت مدِّنظر رکھا جاتا ہے اور یہی ایک مومن سے توقع رکھی جاتی ہے کہ ان باتوں کو وہ ہر وقت مدِّنظر رکھے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو مجالس کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ مومنوں کی مجالس سرکشی اور بغاوت سے پاک، گناہوں سے پاک، رسول کی نافرمانی سے بچنے والی اور تقویٰ پر چلنے والی ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس کہ آجکل مسلمانوں کی اکثر مجالس اس کے بالکل خلاف ہیں اور مسلمان مسلمان کو تباہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَنَاجَیۡتُمۡ فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَمَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ وَتَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ۔ (المجادلۃ:10) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم باہم خفیہ مشورے کرو تو گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر مبنی مشورے نہ کیا کرو۔ ہاں نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورے کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کیئے جاؤ گے۔

لیکن جیسا کہ میں نے کہا مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھول گئے ہیں۔ آپس کی پھوٹ نے انتہا کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو مومن کی یہ نشانی بتائی کہ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح:30) کہ آپس میں محبت اور الفت کرنے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ہمیں وہ حال نظر آتا ہے جو کافروں والا نظارہ اللہ تعالیٰ نے کھینچا ہے جن کے بارے میں فرمایا کہ قُلُوۡبُہُمۡ شَتّٰی (الحشر:15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ مشورے ہیں آپس میں بھی اور غیروں کے ساتھ بھی، خفیہ معاہدوں کی صورت میں بھی تو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے اور تقویٰ سے دور۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بالکل نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ وہاں حکومتیں اور بادشاہتیں اور دولتیں اور مغربی طاقتوں کی آشیر باد کام نہیں آئے گی۔ کوئی بڑی طاقت وہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے حکموں کی نافرمانیوں اور تقویٰ سے دُور ہٹنے کی سزا سے نہیں بچا سکے گی۔

اصل میں تو مسلمان کہلا کر پھر دنیا کو اپنا مقصود بنانے والوں اور اسکے پیچھے دوڑنے والوں کی جو حالت ہے یہ اس بات کا عملی اظہار ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ختم ہو گیا ہے ورنہ اگر ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ہوتا تو نہ مسلمان سیاستدانوں اور لیڈروں کی یہ حالت ہوتی جو آج ہے اور نہ ہی نام نہاد علماء کی یہ حالت ہوتی جو آج ہمیں نظر آتی ہے۔ بہر حال اس زمانے میں ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ایسی تمام تر سوچوں سے جہاں اپنے آپ کو پاک کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو اپنے اندر بڑھائیں وہاں جن کی اُن غیر احمدی مسلمانوں تک پہنچ ہے اور تعلقات ہیں وہ جس حد تک اپنے دائرے میں، اپنے حلقے میں مسلمانوں کو سمجھائیں کہ تمہاری یہ حالت نہ صرف تمہیں غیروں کی مکمل غلامی میں لے آئے گی بلکہ تم خدا تعالیٰ کی سزا کے بھی مورد بنو گے۔ جس دُنیا کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو وہ بھی تمہارے ہاتھ سے جائے گی اور دین کو تم پہلے ہی چھوڑ بیٹھے ہو۔ پس اب وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ دلوں میں پیدا کرو ورنہ سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

دُنیاوی مشوروں کی مجالس میں ایک مجلس یو این او (UNO) کی بھی ہے۔ ابھی گزشتہ دنوں ہی اس کا ایک اجلاس ہوا۔ امریکہ کے صدر کی تقریر تھی۔ اس پر یہاں کے جو مغربی مضمون نگار ہیں، تجزیہ نگار ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ اس تقریر سے بجائے امن کے فساد اور فتنہ پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ بلکہ یہ بھی انہوں نے کھل کے لکھ دیا کہ شاید اس تقریر سے سعودی عرب اور چند مسلمان ملک خوش ہوئے ہوں گے ورنہ یہ انتہائی مایوس کُن اور جنگ اور فتنہ کی آگ بھڑکانے والی تقریر ہے۔

پس مسلمان حکومتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو دیکھنا چاہیئے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچنا چاہیئے۔ بہر حال یہ تو عام مسلمان دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بات کی ہے۔ لیکن ہمیں اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہیئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان کو کبھی برداشت نہیں ہو گا کہ وہ جماعت کو ترقی کرتا ہوا دیکھ سکے۔ شیطان نے اپنی فطرت کے مطابق ہمارے اندر بھی بے چینی پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ پس وہ لوگ جو بعض دفعہ اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں اور اپنے مقامی حلقے یا شہر کے نظامِ جماعت یا ملک کے نظامِ جماعت کے متعلق باتیں کرتے ہیں وہ لوگ اصل میں بعض دفعہ بلکہ حقیقت میں شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔ شیطان کا کام کیونکہ ہمدرد بن کر وار کرنا ہے۔ اس لئے ایسی مجلسوں میں ایسے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو حقیقت میں جماعتی نظام کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ جماعت کے درد کو محسوس کرنے کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ فتنہ پیدا کرنے والا صحیح کر رہا ہے۔ وہ اُسے فتنہ پیدا کرنے والا تو نہیں سمجھتے لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ اظہارِ خیال کرنے والا اور ہمدردی کے رنگ میں بات کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اگر اصلاح کی ضرورت ہے تو ملکی بالا نظام تک اور خلیفہ وقت تک بات پہنچائی جانی چاہیئے اور اس کے بعد پھر اِدھر اُدھر مجلسیں لگا کر باتیں کرنا اور ایسے انداز میں باتیں کرنا جیسے بڑے راز کی باتیں کی جا رہی ہیں، بڑی اہم باتیں کی جا رہی ہیں اور جماعت کا بڑا درد رکھتے ہوئے باتیں کی جا رہی ہیں۔ یہ بالکل غلط طریقہ کار ہے اور یہ گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دُوری کی علامتیں ہیں۔ پس ایسی مجلسوں سے اللہ

تعالیٰ نے مومنوں کو بھی ہوشیار کیا ہے کہ تم ان سے بچو۔

کسی عہدیدار کے خلاف شکایت ہے یا امیر کے خلاف شکایت ہے تو مرکز کو شکایت کریں۔ خلیفہ وقت تک پہنچادیں۔ اس کے بعد پھر افراد جماعت کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ خلیفۂ وقت کا کام ہے کہ کس معاملے کو کس طرح دیکھنا ہے اور کس طرح حل کرنا ہے۔ ہاں دعا ہر ایک کو ضرور کرتے رہنا چاہیے۔ ہر احمدی کو درد کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برائی کو جماعت میں سے نکالے اور جماعت کو تقویٰ پر چلنے والے اور کام کرنے والے ہمیشہ ملتے رہیں۔

پس اس اہم بات کو ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے۔ جوں جوں جماعت کو اللہ تعالیٰ ترقی دیتا جائے گا اور دے رہا ہے شیطان نے بھی اپنا کام کرنا ہے۔ شیطان نے تو پہلے دن سے ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کا اظہار کر دیا تھا اور اجازت لے لی تھی کہ وہ انسانوں کو، مومنوں کو بہکانے کا کام کرے گا۔ مخالفین احمدیت جہاں کھل کر جماعت کی مخالفت کے منصوبے بناتے ہیں اور بنائیں گے وہاں ہمدردی کے نام پر وہ سادہ لوگوں کو اور کمزور ایمان والوں کو بھی فتنہ پیدا کرنے کے لیے اپنا آلہ کار بناتے ہیں اور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس سلسلہ میں ہوشیار رہنا چاہیئے اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ ہر اندرونی اور بیرونی فتنہ سے بچائے اور ہمیشہ نیکی اور تقویٰ کی مجلس میں بیٹھنے اور اسکا حصہ بننے کی توفیق دے۔ نہ کہ گناہ، سرکشی، رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دور کرنے والی مجالس کی۔

مجلس کی مختلف قسموں اور حالتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات بھی ہیں اور آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بعض ارشادات ہیں وہ بھی اِس وقت پیش کرتا ہوں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی مجلس کیسی ہونی چاہیئے اور اگر اس معیار کی مجلس نہ ہو جو ایک مومن کی شایانِ شان ہے تو پھر اس پر کیا ردِّ عمل دِکھانا چاہیئے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"ہمارا مذہب تو یہ ہے اور یہی مومن کا طریق ہونا چاہیئے کہ بات کرے تو پوری کرے ورنہ چُپ رہے۔ جب دیکھو کہ کسی مجلس میں اللہ اور اُس کے رسول پر ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو وہاں سے چلے جاؤ تا کہ ان میں سے نہ گنے جاؤ اور یا پھر پورا پورا کھول کر جواب دو۔ دو باتیں ہیں" (اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ اگر ایک حقیقی مومن ہے تو) "یا جواب دینا یا چپ رہنا" (اور اُٹھ کر چلے جانا) فرمایا" تیسرا طریق نفاق ہے کہ مجلس میں بیٹھے رہنا اور ہاں میں ہاں ملائے جانا۔ دبی زبان سے اخفاء کے ساتھ اپنے عقیدہ کا اظہار کرنا"۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 130 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

مجلس میں بیٹھے بھی رہنا اور مداہنت دکھاتے ہوئے یا خوف سے ان لوگوں کی ہاں میں ہاں کہتے رہنا پھر دبی زبان میں کہہ بھی دینا کہ نہیں۔ تم یہ غلط کہہ رہے ہو۔ یہ بات اس طرح نہیں۔ اس طرح ہونی چاہیئے۔ لیکن کھل کے بات کا اظہار نہ کرنا۔ فرمایا کہ یہ جو ہے یہ نفاق ہے۔ یہ مومن کا طریقہ کار نہیں ہے۔ پس یہ ہے ایک مومن کا ردِّ عمل ایسی مجلس میں جہاں دین پر ٹھٹھا ہو رہا ہو یا دین کے خلاف منصوبہ بندی ہو رہی ہو یا بڑے طریقے سے ایسی باتیں ہو رہی ہوں جو دل میں وسوسے پیدا کرنے والی ہوں۔ مومن کا ردِّ عمل یہ ہے کہ کوئی بھی اللہ اور رسول یا اسکی قائم کردہ جماعت کے نظام کے خلاف بات سُنو تو سختی سے ردّ کرو اور ان باتیں کرنے والے کو بتاؤ کہ اگر تمہارے خیال میں یہ سب باتیں صحیح ہیں تو خلیفۂ وقت اور نظام کو بتاؤ لیکن اس طرح باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسی مجالس میں اگر انسان بیٹھا رہے اور دبی زبان میں ردّ کرے اور کھل کر نہ بولے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نفاق بن جاتا ہے اور اس سے ایک مومن کو بچنا چاہیئے اور دین کے معاملے میں اور نظام کے معاملے میں کبھی بھی بے غیرتی نہیں دکھانی چاہیئے۔ اور غیرت کا اظہار دو طرح سے ہے کہ یا تو کھل کر جواب دو یا اُٹھ کر اس مجلس سے چلے جاؤ۔

یہی طریق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور اسکی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب تم کسی قوم کی مجلس میں جاؤ اور انہیں اپنے مزاج کی باتیں کرتے ہوئے پاؤ تو وہاں ٹھہرو۔ (یعنی نیکی کی باتیں اگر کر رہے ہیں اور غلط قسم کی باتیں نہیں کر رہے، فتنہ و فساد کی باتیں نہیں کر رہے تو وہاں ٹھہرو۔) اور اگر وہ ایسی باتوں میں مشغول ہوں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو تو اس مجلس کو چھوڑ دیا کرو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 368 حدیث 18927 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اس بات کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی کہ کیسی مجلس ایک مومن کو نا پسند ہونی چاہیئے۔ یہ تو نہیں کہ وہ اپنی ذاتی ناپسند کی باتیں نہیں کر رہے بلکہ ایسی ناپسند جو نظام اور جماعت کے متعلق باتیں ہیں۔ فرمایا کہ ایسی مجلس کو چھوڑ دو۔ اور اس بارے میں جیسا کہ میں نے کہا کہ ناپسند کیسی ہونی چاہیئے؟ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہؓ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن

کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔
(کنز العمال جلد 9 صفحہ 77 حدیث 25582 کتاب الصحبۃ قسم الافعال مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس یہ ہے وہ رہنما اصول جو ایک مومن کو اپنی مجلس کے انتخاب کے وقت سامنے رکھنا چاہیئے کہ ان مجالس کو پسند کرو جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو۔ اللہ کے دین کی عظمت کی باتیں ہو رہی ہوں اور دینی علم میں بھی اضافہ ہو رہا ہو آجکل دینی علم میں اضافہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ تبلیغ کے لئے، دعوت الی اللہ کے لئے تربیت کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں اور یہی باتیں آخرت کی بھی یاد دلاتی ہیں۔ انسان کو اس طرف متوجہ رکھتی ہیں کہ صرف دنیا کی چمک دمک ہی سب کچھ نہیں ہے۔ اس دنیا کی دولتیں اور آسائشیں ہی سب کچھ نہیں ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ایک مومن کا اصل مقصود ہونا چاہیے۔

پہلی حدیث کی وضاحت ہو گئی کہ اگر صرف دُنیاداروں کی مجالس ہیں تو یہ مجلسیں ایک مومن کو پسند نہیں ہونی چاہئیں۔ ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ کر آجانا چاہیے۔ اگر اس طرف ہماری توجہ ہو تو ہمارے بڑے بھی اور ہمارے نوجوان بھی بہت سی بُرائیوں سے بچ جائیں۔ بہت سے فتنوں سے بچ جائیں۔

نوجوانوں کی بہت سی مجالس کی ایک دوسری طرز بھی ہے، قِسم بھی ہے۔ نوجوان خاص طور پر اس میں involve ہوتے ہیں جو fun کے نام پر ہوتی ہیں۔ غل غپاڑے کے لئے ہوتی ہیں۔ اور مغربی ماحول کے اثر کی وجہ سے ہمارے بعض نوجوانوں میں بھی یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ ایسی مجلسوں میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ ایک مومن نوجوان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی زندگیوں کو اس قسم کی مجلسوں سے بچا کے رکھیں اور کچھ حدود ہیں ان کے اندر رَہیں۔ جماعت میں بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ بُری صحبتوں اور خراب مجلس کے زیرِ اثر ہمارے نوجوان نوجوانی میں قدم رکھتے ہی بعض ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو دوسروں کو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ ہمسایوں کو نقصان پہنچا دیا۔ یا راہ چلتے راہگیر کو نقصان پہنچا دیا۔ یا کسی جگہ گئے تو ویسے ہی شرارتاً کسی کو نقصان پہنچا دیا۔ اور پھر اگر یہ پتا لگ جائے کہ یہ جماعت کا فرد ہے تو پھر ایسے لوگ جماعت کی بھی بدنامی کا باعث بن جاتے ہیں۔

پس ماں باپ کو بھی اپنے بچوں کی مجالس اور صحبتوں پر نظر رکھنی چاہیے تاکہ ہمارے نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی بری صحبتوں اور مجلسوں سے محفوظ رہیں۔ اور خود بھی گھروں میں ایسی پاک مجلسیں لگانی چاہئیں جو ہمیشہ تربیتی نقطۂ نظر سے بہترین ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں درس و تدریس کے لیئے بیٹھی ہو تو اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے انہیں اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔
(صحیح مسلم کتاب الذکر و الدعا۔۔۔ الخ باب فضل الاجتماع علی التلاوۃ القرآن و علی الذکر حدیث 6853)

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت کو ایسے مواقع میسّر آجاتے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ ہی کئی جماعتیں جلسے بھی منعقد کرتی ہیں، اجتماع بھی منعقد ہوتے ہیں، ان میں ایسے پروگرام ہوتے ہیں جو تربیت کے لئے بھی ہوتے ہیں علم بڑھانے کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ آج یہاں مثلاً لجنہ اماء اللہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ **لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے پروگراموں کا زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس ہونا چاہیئے۔ اور شامل ہونے والی عورتیں بھی یاد رکھیں کہ وہ کسی میلے میں شامل ہونے کے لیئے نہیں آئیں۔** اپنے اجتماع پر آنے کا مقصد ان کو پورا کرنا چاہیئے اور مستقل دینی اور علمی مجلسیں لگائیں۔ باقاعدہ پروگرام نہیں بھی ہو رہا تب بھی اپنی مجالس میں بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے اور فضول گفتگو کرنے کے تعمیری گفتگو کریں اور لغو باتوں سے ہمیشہ پرہیز کریں اور اپنا وقت اس سے ضائع ہونے سے بچائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکرِ الٰہی نہیں کرتے وہ اپنی مجلس کو قیامت کے دن حسرت سے دیکھیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 724 حدیث 7093 مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس اجتماع پر آنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے آنے کے مقصد کو پورا کریں اور اپنا وقت ہنسی ٹھٹھے اور فضول گفتگو میں گزارنے کی بجائے زیادہ وقت ذکرِ الٰہی اور نیکی کی باتوں کو کرنے اور سُننے میں گزاریں تاکہ ہماری مجلسیں قیامت کے دن کبھی حسرت سے دیکھی جانے والی مجلسیں نہ ہوں۔

تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر چلنے والوں کی صحبت میں وقت گزارنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا نصیحت فرمائی؟ ایک روایت میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے۔
(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یؤمر ان یجالس حدیث 4832)

انسان کو دنیا میں مختلف لوگوں سے رابطہ واسطہ رہتا ہے۔ انسان انہیں ملتا بھی ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ بھی اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ انسان غیر مومن کے ساتھ اٹھے بیٹھے ہی نہ۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری گہری دوستی، تمہارا زیادہ اٹھنا بیٹھنا، تمہارا اکثر وقت گزارنا، تمہاری مجالس زیادہ تر ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں جو ایمان میں مضبوط ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں تاکہ تم بھی نیکی اور تقویٰ میں آگے بڑھو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبۃ:19) یعنی جو لوگ قولی، فعلی، اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو"۔ (یعنی ان کی باتیں بھی سچائی پر مبنی ہوں۔ ان کے عمل بھی سچائی پر مبنی ہوں اور ان کی ہر حالت سے سچائی ظاہر ہوتی ہو۔ یعنی نیک لوگ ہوں۔) فرمایا کہ "اس سے پہلے فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ۔ یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے"۔ فرمایا "اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟" (مَیں زنا کرنے تو نہیں جاتا تو) "اس سے کہنا چاہیئے کہ ہاں تُو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا" (کیونکہ بد صحبت کا بد اثر ہوتا ہے) "کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا"۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیشہ بری صحبت سے بچنے کی ضرورت ہے۔ عام دنیاوی کاروباروں میں تعلق واسطہ تو ہوتا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا غیروں کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن ان تعلقات میں حدود قائم ہونی چاہئیں۔ یہ نہیں کہ ان کی فضول مجلسوں میں بھی انسان جانا شروع کر دے۔ بہت سی برائیاں ان فضول مجلسوں میں شامل ہونے سے ہوتی ہیں۔

بلکہ یہاں کے لوگ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری بعض عورتوں نے اس بات کا انگریز عورتوں سے اظہار کیا کہ ہمارے خاوند اچھے بھلے شریف تھے لیکن بعض دوستوں کی وجہ سے ان میں برائیاں پیدا ہو گئیں اور فضول اور گندی مجلسوں میں جانا شروع ہو گئے۔ تو اِن لوگوں کو بھی جو غیر مسلم ہیں ان کو بھی یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں تو بہت زیادہ اس بات کی فکر کرنی چاہیئے۔ اس چیز کو روکنے کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بے دین لوگوں کے ساتھ زیادہ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا تمہیں دین اور تقویٰ سے دُور کر دے گا۔ ہاں تبلیغ کے لئے، نیک باتوں کے پہنچانے کے لیئے تعلق ضرور قائم کرنا چاہیے۔ اس کے بغیر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے لیے انہیں اپنی مجالس میں لانا چاہیئے کیونکہ یہ نیکی کی مجالس اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔ اور ہمارے جلسوں میں، فنکشنز میں شامل ہونے والے بے شمار غیر لوگ ہیں جو اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہاں آکر ہماری حالت اور کیفیت بالکل بدل جاتی ہے۔

صحبت کے اثر کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ

"جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے"۔ فرمایا "اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اُٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سُن کر نہیں اُٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا"۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

"صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اسلیئے کس قدر ضرورت ہے اِس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے"۔ فرمایا "حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے۔ مگر ایک شخص اُن میں سے نہیں تھا" (اُن ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ لیکن وہاں بیٹھا ہوا تھا۔) "تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان ہی میں سے ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ۔ فرمایا "اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور ہے"۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 249۔ ایڈیشن 1985 مطبوعہ انگلستان)

پس مومنوں کی صحبت اور مجلس میں بیٹھنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں اور یہ وہی مجلسیں ہیں جو ذکرِ الٰہی سے بھری ہوئی مجالس ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

”بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر دہریت ہے۔ کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اسکی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لیئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقینِ کامل ہر گز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہو گا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے“۔ فرمایا ”گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاوقدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہر گز رہائی نہیں ہوتی“۔

فرمایا ”نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز ہر گز نہ ہو گی۔ نماز کے معنی ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہر گز نہیں۔ نماز وہ شئے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے“۔

فرمایا ”جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رِقّت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرّع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دُور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفسِ امّارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سَمّ قاتل ہے اسی طرح نفسِ امّارہ میں بھی سمّ قاتل ہوتا ہے۔ اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے“۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 123۔ ایڈیشن 1985ء)

یعنی خدا تعالیٰ کے پاس ہی برائی کے دور کرنے کا علاج ہے اس لیئے اس کے آگے جھکو۔ اس سے مدد مانگو تا کہ دنیا اور اس کے بد اثرات اور بری مجالس سے اور ان کے اثرات سے وہ ہمیشہ بچا کے رکھے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ مجلس برخاست کرتے وقت اٹھتے ہوئے آپ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تُو پاک ہے اور تیری حمد کی قَسم! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کفارۃ المجلس حدیث 4859)

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ کچھ کلمات ایسے ہیں جس نے بھی ان کو اپنی مجلس سے اٹھتے ہوئے تین مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ ان کے طفیل اس کے وہ گناہ جو اس نے وہاں کئے ہونگے ان کو ڈھانک دے گا اور جس نے یہ کلمات کسی خیر کی مجلس میں اور ذکرِ الٰہی کی مجلس میں پڑھے تو ان کے ساتھ اس پر مہر کر دی جائے گی اور وہ کلمات یہ ہیں کہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ کہ اے اللہ تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تُجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔ (سُنن ابی داؤد کتاب الآدب فی کفارۃ المجلس حدیث 4857)

پس مجھ سے جو بعض ناپسندیدہ باتیں ہو جاتی ہیں ان کے بد اثرات سے بھی محفوظ رکھ اور پھر یہ دعا جو ناپسندیدہ باتیں ہیں ان کے بد اثرات سے محفوظ رکھتی ہے اور نیک مجالس کے فیض سے انسان کو زیادہ سے زیادہ فیض اُٹھانے کا باعث بناتی ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہر گز رہائی نہیں ہوتی۔ اس لیئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ بُری مجالس سے بچنے والے ہوں۔ اور اگر کبھی اَنجانے میں شامل ہو جائیں تو ان کے بد اثرات سے محفوظ رہیں۔ ہمیشہ پاک مجلسوں کی تلاش میں رہیں اور ان میں بیٹھنے والے ہوں اور ان پاک مجالس کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فیض پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شیطان کے حملوں سے بچائے۔ ہم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ہمیں ہمیشہ نظامِ جماعت اور خلافت سے جوڑے رکھے اور ہر فتنہ پرداز کے فتنہ کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے افریقن احمدی مکرم بلال عبدالسلام صاحب کا ہے۔ یہ فلاڈلفیا (Philadelphia) یو ایس اے (USA) میں رہتے تھے۔ 13 ستمبر کو ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ اس سال جلسہ یو کے (UK) پر بھی آئے تھے اور پہلے روز شام کو جب پَین افریقن ایسوسی ایشن کا پروگرام جاری تھا اچانک ان پر فالج کا حملہ ہوا اور فالج کے حملہ کی وجہ سے طبیعت ناساز ہو گئی۔ فوری طور پر ان کو یہاں ہسپتال لے جایا گیا جہاں کچھ دن یہ زیرِ علاج بھی رہے۔ پھر طبیعت بظاہر بہتر بھی ہو گئی تھی اور مجھے ملنے آئے ہیں۔ اسکے بعد دو دفعہ ملا ہوں۔ بظاہر صحت میں لگ رہے تھے۔ اس کے بعد واپس امریکہ چلے گئے۔

آپ 1934ء میں فلوریڈا میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں ان کے

والدین کی وفات ہوگئی۔ آٹھ سال کی عمر میں یہ بورڈنگ میں چلے گئے جہاں بائبل کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دیگر ملازمتیں اختیار کیں۔ کچھ عرصہ آرمی میں بھی شامل رہے۔ 1957ء میں منسٹر آف گاسپل (Minister of Gospel) بن گئے تاہم ان کو عیسائیت کے بعض عقائد سے اختلاف تھا۔ 1960ء میں ان کی ایک سنّی مسلمان سے ملاقات ہوئی جس نے انہیں جماعت کا شائع شدہ قرآن کریم دیا۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کا یہ قرآن کریم ہے اس نے بتایا کہ یہ مسلمان تو نہیں ہیں لیکن ان کی کتابیں اچھی ہیں۔ تو آپ نے اس شخص سے ایک احمدی کا پتا کیا اور پتا معلوم کرکے ان کی دکان پر پہنچے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی اور پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور امام مہدی ہیں۔ بہرحال اس کے بعد آپ نے احمدیت قبول کرلی اور پھر فلاڈلفیا (Philadelphia) میں احمدیوں کے ساتھ مل کے تبلیغ کے کام کرتے رہے۔

بلال عبدالسلام صاحب کو قرآن کریم سیکھنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ وہ چار گھنٹے کی مسافت طے کرکے ہر دوسرے اتوار کو پٹسبرگ آیا کرتے تھے تاکہ کچھ سیکھ سکیں۔ اور اسی طرح آپ صدر جماعت فلاڈلفیا اور نیشنل عاملہ میں وقفِ جدید اور تربیت نومبائعین کے سیکرٹری بھی رہے۔ آپ زندگی وقف کرکے کچھ عرصہ بالٹی مور میں جماعت کے آنریری مبلغ کے طور پر بھی کام کرتے رہے اور اسکے بعد بھی پھر انہوں نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے تھے۔ نظامِ جماعت کے پابند اور اعلیٰ معیار کی اطاعت کرنے والے تھے۔ ہمیشہ خلفاء کے ذکر پر آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ 1975ء میں ان کو جلسہ قادیان میں بھی شمولیت کی توفیق ملی۔ فلاڈلفیا مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ اس کے لیئے آپ کی بڑی خواہش بھی تھی اور کوشش بھی کرتے رہے اور اس تعمیر کے دوران آپ روزانہ پورا دن وہاں کیبن میں گزارتے اور دعائیں کرتے تھے اور ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے تھے کہ مسجد جلدی سے جلدی تعمیر ہو جائے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلدی بن جائے گی۔ ان کی اہلیہ مسز اسنسٹن (Easnestine) پاسٹر (Paster) ہیں۔ یہ احمدی نہیں تھیں لیکن ہمیشہ ان سے ان کا نیک سلوک رہا۔ پسماندگان میں دو بیٹے ہیں اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے عمر عبدالسلام صاحب نے 1993ء میں بیعت کی تھی اور جماعت میں داخل ہوئے۔ یہ احمدی ہیں باقی نہیں۔

عبداللہ دیبا صاحب وہاں امریکہ میں آج کل مبلغ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جماعت امریکہ کے نہایت ہی فعال ممبر تھے۔ نہایت خوش اخلاق، ہر دلعزیز اور پیار کرنے والے مخلص انسان تھے۔ اکثر لوگوں کے کام آیا کرتے تھے۔ جماعتی امور کی بجاآوری میں پیش پیش رہتے تھے۔ نوجوانوں کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ اُن کی تربیت کرنے اور معاشرتی برائیوں سے بچانے میں ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ کئی نوجوانوں کی زندگیاں مؤثر طور پر تبدیل کیں اور انہیں راہِ راست پر چلنے کی تلقین کرتے تھے۔ کہتے ہیں ان کی تربیت کی وجہ سے اُن نوجوانوں میں سے ایک کثیر تعداد جماعت اور معاشرے کا فعّال حصہ بن چکی ہے۔ جب آپ ہسپتال میں بیمار تھے تو آپ نے یہ ہدایت کی تھی کہ آپ کے سرہانے ہمیشہ قرآن کریم کا ایک نسخہ موجود رہے۔ اور یہاں جب بیمار تھے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نئی زندگی اس لئے دی ہے کہ میرے کچھ کام ادھورے ہیں وہ مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ خلافت سے اُن کا انتہا کا تعلق تھا۔ جب بھی ملتے تھے تو ہمیشہ چہرے پر ایک عجیب قسم کی مسکراہٹ ہوتی تھی اور ایک اخلاص اور وفا بھی آنکھوں سے ٹپک رہا ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اور اُن کی باقی اولاد کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواستِ دُعا

شازیہ بیگ صاحبہ حلقہ ایڈمنٹن ویسٹ سے تحریر کرتی ہیں کہ خاکسار کے بیٹے سیف علی بیگ نے محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن مجید کا پہلا دور بعمر 7 سال مکمل کرلیا ہے۔ تمام بہنوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صغریٰ شازیہ صاحبہ حلقہ بریمپٹن سنٹر تمام بہنوں سے اپنے بچوں، خاوند اور اپنی بہتر صحت و تندرستی کے لیئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

محترمہ فوزیہ ذکریا صاحبہ، لجنہ اماء اللہ کے نئے سال کے آغاز پہ اپنی اور تمام ممبرات لجنہ اماء اللہ ایڈمنٹن ویسٹ کی طرف سے مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ اور دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

تصحیح

النساء کے سالِ گزشتہ کے شمارہ ستمبر تا دسمبر 2016ء میں صفحہ نمبر 28 پر چھپے ہوئے ”نزلے اور چھینکوں کے لیئے“ نسخہ پیش کرنے والی ممبر ”طیبہ طاہرہ صاحبہ“ کا نام درج نہیں ہو سکا۔

براہِ کرم نوٹ فرمالیں۔ جزاکم اللہ۔

توکّل علی اللہ

تقریر امتہ السلام ملک صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 2017ء

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۱﴾ (آل عمران:161)

اگر اللہ تمہاری نصرت کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے خلاف تمہاری مدد کرے گا؟ اور چاہئے کہ مومن اللہ ہی پر توکّل کریں۔

میری پیاری بہنو! اس بابرکت جلسہ سالانہ میں خاکسار کو یہ سعادت ملی ہے کہ آپکے سامنے "توکل علی اللہ" کے مضمون کے چند پہلوؤں کو اُجاگر کروں تا ہم سب اُن پر تدبر کریں۔ اپنی زندگیوں میں قرآن مجید کی اس عظیم ہدایت پر عمل کر کے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً کا اجر پانے والے ہوں۔ آمین۔

توکل کے لفظی معنی سپرد کر دینے کے ہیں۔ توکل علی اللہ کے معنے یہ ہوئے کہ انسان اپنی ہمت طاقت اور توفیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ حتی المقدور محنت کرے اور پھر واحد و یگانہ اور حیی و قیوم خدا کی ذات پر کامل یقین رکھتے ہوئے اپنی بے بسی کی فریاد کرے۔ تمام تعریفوں کا مالک زندہ خدا اور فرماں بردار محنتی بندوں کی کامیابی کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا، کیا میں پہلے اپنے اونٹ کا گھٹنا باندھوں اور پھر توکل کروں یا اُسے آزاد رہنے دوں اور توکل کروں؟ آپؐ نے فرمایا اِعۡقِلۡھَا وَ تَوَکَّلۡ: پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو۔ یعنی پہلے عمل کرو اور پھر توکل کرو۔ نتیجہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں "توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیئے ہوئے ہیں اُن کو حتی المقدور جمع کر لو اور پھر دُعاؤں میں لگ جاؤ کہ (اے) خدا تو ہی اس کا انجام بخیر کرے۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اِن اسباب کو بھی برباد و تہہ بالا کر سکتے ہیں۔ ان کی دست و بُرد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزلِ مقصود پر پہنچا۔ (الحکم جلد 7، 24 مارچ 1903)

توکل ہی کے اس مضمون کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنی ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ اس کا نام توکل ہے۔ اگر تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہو گا۔ اور نری تدبیر کر کے اُس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی ہو گی"۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 334)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"اگر توکل کے یہ معنی ہوتے کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے تو سب سے زیادہ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہونا چاہئے تھا کیونکہ آپؐ سب سے بڑھ کر متوکل تھے"۔ (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 442)

مگر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل علی اللہ کی جو عظیم الشان اور شاندار مثالیں قائم فرمائیں وہ تمام انسانوں کے لیئے اور اُمت مسلمہ کے لئے بالخصوص رہتی دُنیا تک عزم و ہمت اور خدائے واحد و یگانہ کی لاشریک اطاعت و محبت کا عملی نمونہ ہیں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں جب قریش توحید کا نفوذ برداشت نہ کر سکے تو وہ آپ کے چچا حضرت ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس کام سے روکیں ہم اُسے سردار بنانے کو تیار ہیں جتنی دولت چاہتے ہیں ہم اُسکے انبار لگا دیتے ہیں اور آپ کی پسند کی خوبصورت عورت سے شادی کروا دیتے ہیں۔ لیکن وہ توحید کی مُنادی نہ کرے اور ہمارے بُتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ اور

پھر کہا کہ اگر اس بات سے نہ روک سکو تو پھر اُسے اپنی پناہ سے آزاد کر دو یا اپنی سرداری سے ہاتھ دھو لو۔ ابو طالب نے یہ بات آپؐ سے بیان کی تو ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جرأت و استقامت اور توکل علی اللہ کا بے نظیر مظاہرہ فرمایا اور فرمایا چچا! آپ میری وجہ سے اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالیں آپ بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیں۔ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ کبھی میرا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ میں تو اپنے مولیٰ کا ہو چکا ہوں۔ وہی میرا سہارا اور معین و مددگار ہے۔ یہ لوگ اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دیں اور پھر مجھ سے یہ چاہیں کہ میں توحید کی مُنادی سے رُک جاؤں۔ تو بخدا یہ بات کبھی نہ ہو سکے گی۔ میں زندگی کے آخری سانس تک توحید کی منادی کرتا چلا جاؤں گا اور اسی راہ میں اپنی زندگی قربان کر دوں گا۔ توکل علی اللہ کا یہ اعلان سُن کر ابو طالب نے کہا: اے میرے بھتیجے! جا اور اپنا فرض ادا کر تا رہ۔ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بے شک چھوڑ دے لیکن میں تجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔

آپکے توکل علی اللہ کی ایک شان تاریخ اسلام نے دارِ ارقم میں حضرت عمرؓ کی ننگی تلوار کے ساتھ داخل ہونے پر رقم کی۔

صحابہؓ نے دُشمنِ اسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ڈرے لیکن آپؐ کے توکل علی اللہ اور جرأت کا عالم دیکھیئے کہ آپؐ نے ایک لحہ توقف کئے بغیر صحابہؓ سے فرمایا ڈرو نہیں اور دروازہ کھول دو۔ آپؐ خود آگے بڑھے اور فرمایا عمر کس اِرادہ سے آئے ہو؟ عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ مسلمان ہونے آیا ہوں۔ آپؐ نے بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا اور صحابہؓ کے پُر جوش نعروں سے مکہ کی ساری وادی گُونج اُٹھی۔

مسلمانوں نے اپنے محبوب آقا کی اِطاعت و محبت میں 13 سال تک قریش کے ہر ظلم کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کیا۔ مکہ میں حالات دِن بدن نازک ہوتے چلے جارہے تھے اور مدینہ منورہ میں اسلام کا پودا لگ چکا تھا اور آپؐ کی اجازت سے صحابہ ہجرت کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ وقت آگیا کہ مکہ میں آپ کے ساتھ چند صحابہؓ رہ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی زادِ راہ اور سواری کا بندوبست کر چکے تھے۔ لیکن آپؐ کی اجازت کے منتظر تھے۔ اسی اثناء میں 100 سے زائد سردارانِ قریش دار الندوۃ میں اکٹھے ہوئے اور ابو جہل کے ناپاک مشورہ پر متفق ہوئے کہ تمام قبائل کے نمائندے شامل ہو کر توحید کے پیغام کو بند کرنے کی خاطر آپ کے مقدس خون سے اپنے پلید ہاتھوں کو رَنگ لیں۔ اِدھر کُفار نے یہ مشورہ کیا۔ اُدھر عالم الغیوب خدا نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے اس بد اِرادہ کی اطلاع دیتے ہوئے ہجرت کی اجازت عطاء فرمائی اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ آنے والی رات مکہ میں نہ گزاریں۔

اس بات کو سراہتے ہوئے Stanly Lane Pools لکھتا ہے کہ

Like the Captain of a sinking ship Prophet would not leave till all the crew was safe.

(Studies in Mosque 1966 khayats Beirut Pg. 60)

روایات میں آتا ہے کہ یہ دوپہر کا وقت تھا۔ آپؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے اور اُنہیں اس بات سے مطلع فرمایا اور سفر کے لیئے ممکنہ تدابیر اور توکل علی اللہ کے ساتھ اُسی رات روانگی کا پروگرام طے کر کے واپس تشریف لائے۔

گھر پہنچ کر حضرت علیؓ کو جملہ امانتیں اُن کے مالکان کو واپس پہنچانے کی ھدایات دیں اُنہیں اپنے بستر پر لٹا کر حیی و قیوم خدا پر توکل کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں دروازہ پر موجود خون کے پیاسوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا تصرف ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا عبدِ کامل اور متوکل بندہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔

صبح کے وقت قریش مکہ کو آپ کے نکل جانے پر دیوانگی طاری ہو گئی۔ آپ کو زندہ یا فوت شدہ حالت میں لانے والے کے لئے 100 سُرخ اونٹوں کا انعام مقرر کیا گیا۔ ایک ماہر کھوجی کی خدمات حاصل کی گئیں جو اُنہیں سیدھا غارِ ثور کے دروازے تک لے آیا جس کے اندر آنحضورؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ پناہ گزین تھے۔ کھوجی کا کہنا تھا کہ آپ یا تو اس غار کے اندر ہیں یا پھر آسمان پر چلے گئے ہیں۔

تصرفِ الٰہی کے تحت دُشمن نے غار کے اندر دیکھنے کے خیال کو رد کر دیا۔ اُس وقت غار کے اندر جاں نثار اور وفا شعار ابو بکرؓ کے دل کی کیا کیفیت تھی۔ جذبات سے مغلوب بے اختیار آپ کی زبان سے نکلا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر دُشمن نے نظر جھکا کر دیکھ لیا تو ہم پکڑے گئے۔ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام ہوں عبدِ کامل محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ حالات کی نزاکت کے احساس کے باوجود آپ کے دل میں کسی مایوسی یا خوف کا شائبہ تک نہیں تھا ایک کامل یقین اور توکل کے ساتھ فرمایا۔

لا تحزن ان اللہ معنا (التوبہ:40) کہ اے میرے حبیب میری محبت میں اپنی جان ہلکان نہ کر۔ کچھ فکر نہ کر۔ یقیناً اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ یہ توکل علی اللہ کی عظمت و رفعت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہر لحہ توکل علی اللہ کا ایک نیا باب رقم کرتے نظر آتا ہے۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالمِ نو دیکھا ہے

ایک غزوہ سے واپسی کے بعد آپ ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے۔ باقی صحابہؓ بھی الگ الگ آرام کر رہے تھے۔ ایک دُشمن آپ کی گھات

میں تھا اُس نے درخت سے لٹکی ہوئی تلوار لی اور اُسے سونت کر آپ کو جگایا اور کہا کہ بتاؤ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے آپ نے فرمایا ''اللہ'' یہ پُر شوکت الفاظ سُن کر اُس پر کپکپی طاری ہو گئی اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ نے تلوار اُٹھائی اور حملہ آور سے کہا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ وہ بدّو آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے فرمایا کیا تُو گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اُس نے جواب دیا میں یہ نہیں مانتا، لیکن آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ آپ سے کبھی نہیں لڑوں گا۔ آپؐ نے اُسے معاف فرما دیا۔

اس توکل، جرأت اور عفو کو دیکھتے ہوئے وہ بدّو جب اپنے ساتھیوں سے ملا تو کہنے لگا۔ آج میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں۔ جو دُنیا کا بہترین انسان ہے۔ کتنی سچی بات تھی جو اُس دیہاتی نے کہی۔ یہی وہ توکل کا مقام محمود تھا جس کا اعلان خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپؐ سے کروایا۔

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ۝ (الرعد:31)

تو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اُسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت تعلیم اور آپؐ کے خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اور توکل کو دنیا اور بالخصوص مسلمان بھول گئے۔ (اور توکل کا مطلب یا تو ظاہری تدابیروں کو لینے لگے یا ظاہری تدابیروں کو کلیۃً چھوڑ کر خدا سے اُمید کہ میں خدا کے ہی بنائے ہوئے اسباب کو چھوڑتا ہوں، سمجھنے لگے)۔

تو خدائے رحیم نے پھر رحم فرماتے ہوئے اُمتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نہ صرف اس تعلیم کو روشن کیا بلکہ توکل علی اللہ کی غیر معمولی مثالیں قائم فرمائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام توکل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اصل میں توکل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

(الطلاق:4)

اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 543)

سچے دل سے توکل کے اصلی مفہوم کو سمجھ کر صدقِ دل سے قدم رکھنے والا ہو اور صبر کرنے والا مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔ دُنیا گزشتی اور گزاشتی ہے اور اُس کے کام بھی ایسے ہیں۔ پس ان کو لازم ہے اس کا غم نہ کرے اور آخرت کا فکر زیادہ رکھے۔ اگر دین کے غم انسان پر غالب آجاویں تو دُنیا کے کاروبار کا خود خدا متکفل ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5۔ صفحہ 543)

آپ اقدسؑ کے توکل علی اللہ کا ایک عظیم الشان واقعہ پیش کرتی ہوں۔

حضرت سیّد سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ کرم دین کے مقدمہ میں آریوں نے مجسٹریٹ کے ساتھ مل کر اُسے کہا کہ یہ شخص ہمارا سخت دُشمن ہے اور ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے اب وہ آپ کے ہاتھ میں شکار ہے اور ساری قوم کی نظر آپ پر ہے۔ اس پر مجسٹریٹ نے کہا میرا پہلے سے یہ خیال ہے کہ ہو سکے تو نہ صرف مرزا کو بلکہ اس مقدمہ میں جتنے بھی اُس کے ساتھ گواہ ہوں سب کو جہنم میں پہنچا دوں۔ لیکن اب میں عہد کرتا ہوں کہ پہلی ہی پیشی میں عدالتی کارروائی عمل میں لے آؤں گا۔

عدالتی کارروائی کا مطلب تھا کہ مجسٹریٹ بااختیار ہوتا ہے اور جب چاہے کسی بھی ملزم کو بغیر ضمانت قبول کیے گرفتار کر کے حوالات میں دے سکتا ہے۔ اس واقعہ کی اطلاع ایک غیر از جماعت شخص جو وہاں موجود تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدت مند تھا۔ اس کے ذریعہ سے ملی۔ حضرت اقدسؑ کو اس واقعہ کی اطلاع قادیان میں دی گئی۔ آپ گورداسپور تشریف لائے اور سفر ملتوی نہیں کیا حسبِ معمول ایک علیحدہ کمرہ میں چارپائی پر جا لیٹے۔ حضرت مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ آپؑ نے مجھے بلوایا اور فرمایا مجھے تمام بات تفصیل سے بتاؤ۔ آپ کہتے ہیں جب میں ''شکار'' کے لفظ پر پہنچا تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ یکلخت حضرت اقدسؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپؑ نے فرمایا میں اُس کا شکار ہوں؟ میں شکار نہیں، شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا، وہ بھلا خدا کے شیر پر کیسے ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ ایسا کر کے تو دیکھے۔ (سیرۃ المہدی۔ جلد 1 صفحہ 84-88)

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبہ زار و نزار

اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ عدالت میں ایک مہینہ کا سرٹیفکیٹ پیش کر دیا گیا۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا۔ مگر کچھ نہ کر سکا۔ اس اثناء میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا اور کسی نامعلوم وجہ سے اُسکی تنزلی ہو گئی۔ اُس مجسٹریٹ کا نام چندُو لال تھا۔ آخر پینشن پا کر لُدھیانہ آیا اور دماغی خرابی میں مبتلا ہو کر دُنیا سے چل بسا اور خدا تعالیٰ نے اپنے متوکل شیر کو عزت سے بری کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے توکل علی اللہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بھیجا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خط بھی تھا۔ رَلیارام کے وکیل ہند اخبار کے متعلق تھا۔ میرے اس خط کو خلافِ قانون ڈاکخانہ قرار دے کر مقدمہ بنایا گیا۔ وکلاء نے بھی کہا کہ اس میں بجز اس کے رہائی نہیں جو اس خط سے انکار کر دیا جاوے۔ گویا جھوٹ کے سوا بچاؤ نہیں۔ مگر میں نے اس کو ہرگز پسند نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر سچ بولنے سے سزا ہوتی ہے تو ہونے دو۔ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ آخر وہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ ڈاکخانوں کا افسر بحیثیت مدعی حاضر ہوا۔ مجھ سے جس وقت اس کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے صاف طور پر کہا کہ یہ میرا خط ہے۔ مگر میں نے اس کو جزوِ مضمون سمجھ کر اس میں رکھا ہے۔ مجسٹریٹ کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو بصیرت دی۔ ڈاکخانوں کے افسر نے بہت زور دیا۔ مگر اس نے ایک نہ سُنی اور مجھے رُخصت کر دیا۔ میں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ ایسی باتیں نری بے ہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارا نہیں۔ میں اب بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں۔ تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا، اُس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہوگئی“۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 636-637)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توکل علی اللہ پر بات کرتے ہوئے خدا کی قسم کھا کر فرمایا ”جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق و سرور اللہ تعالیٰ پر توکل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت بھری ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کیسہ بھرا ہوا ہو“۔

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو — مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر — کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دُوئی — سر جُھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حیّ و قیوم خدا پر کامل توکل ہمیں آپ کے خلفائے کرام کی زندگیوں میں موجزن نظر آتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی زندگی توکل علی اللہ کی عظیم الشان مثالوں سے بھرپور ہے۔

اوائل جوانی میں ایک مرتبہ دوران ملازمت ایک انسپکٹر مدارس آپ کے سکول میں آیا اور دورانِ گفتگو کسی قدر خود پسندی اور محکمانہ شان کے مظاہرے سے آپ کو مرعوب کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے نہایت سادگی مگر خودداری سے اُسکی اس حرکت کو مناسب الفاظ میں نظر انداز فرمایا۔ انسپکٹر نے اپنے تئیں طالب علموں کا امتحان لے کر رُعب جمانے کی کوشش کی۔ جب بظاہر کامیاب نہ ہوا تو آپ سے کہنے لگا۔۔۔ ”میں نے سُنا ہے کہ آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی باعث سے آپ کو اس قدر ناز ہے۔ میں نے یہ بات سُن کر کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا کہ بھائی اس بت کو ذرا نکال کر تو لاؤ۔ پھر اُس کے سامنے ہی منگوا کر اس کو پھاڑ ڈالا اور دکھلا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں مانتے۔ اس شخص کو میری اس طرح اپنی اسناد کو پھاڑ ڈالنے کا رنج بھی ہوا۔ جب اُس نے نہایت تأسف سے اظہار کیا اور کہنے لگا کہ آپ کے اس نقصان کا باعث میں ہوا ہوں۔ نہ میں یہ بات کہتا اور نہ آپ کا یہ نقصان ہوتا۔ لیکن حقیقت میں جب سے میں نے اس ڈپلومہ کو پھاڑا تب سے ہی میرے پاس اس قدر روپیہ آتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے“۔ (بدر جلد اوّل 13، 6 مارچ 1913ء)

اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور مجھے مِن حیث لَایحتسب عطا کرتا رہتا ہے“۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 304)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ توکل علی اللہ کے ایک بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ کے ایک شاگرد ایک عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب کشمیر سے راولپنڈی کے راستے سے واپس آرہے تھے کہ دوران سفر روپیہ ختم ہوگیا میں نے اس بارہ میں عرض کیا آپ نے فرمایا یہ گھوڑی چار پانچ صد روپے میں بیچ دیں گے فوراً بِک جائے گی اور خرچ کیلئے کافی روپیہ ہو جائے گا۔ آپ نے وہ گھوڑی 700 میں خریدی تھی۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ گھوڑی کو دردِ قولنج ہوا اور راولپنڈی پہنچ کر وہ مر گئی۔ ٹانگے والے کو کرایہ ادا کرنا تھا۔ جب میں نے عرض کیا تو نہایت رنج کے لہجہ میں فرمایا کہ نورالدین کا خدا تو وہ مرا پڑا ہے اب اپنے اصل خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ وہی کارساز ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک سِکھ اپنے بوڑھے بیمار باپ کو لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اس نے ہمیں اتنی رقم دی کہ بقیہ سفر کے اخراجات کیلئے کافی ہوگئی“۔

خلافتِ ثانیہ کے 52 سال میں متعدد ایسے حالات آئے جن میں توکل علی اللہ کی روشن مثالیں جماعت احمدیہ کے لئے رہتی دُنیا تک باعثِ ازدیادِ ایمان اور مقامِ شکر ہیں۔

1914 میں خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کے وقت خلافت سے جدا ہونے والے اصحاب خزانہ بھی خالی کر گئے ان کا توکل پیسہ اور دنیاداری تھی لیکن خلیفہ وقت کا توکل خدا پر کامل ایمان کے ساتھ مخلوقِ خدا کی خدمت اور محبت تھی۔

نتیجہ کیا ہوا؟ خدا کے متوکل کی کوششوں سے اسلام کی تعلیم زمین کے کناروں تک پہنچنے لگی۔

1934 میں احرار کی فتنہ پردازیوں کا جواب تحریکِ جدید تھا جس کی برکت سے آج ہم یہاں کینیڈا میں جلسہ کر رہے ہیں۔ اگلے ہفتہ U.S.A میں اُس سے اگلے ہفتہ U.K میں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

خلافتِ ثانیہ میں 1974 میں جماعت کو اپنی طرف سے مالی نقصان پہنچانے والوں کو خدا کے متوکل خلیفہ کا توکل وَسّعْ مَکَانَکَ اور Love for all and Hatred for none کا پیغام دیتا ہے۔ اور جماعت پہلے سے بھی بڑھ کر روحانی اور معاشی طور پر مستحکم ہوتی ہے۔

خلافتِ رابعہ کی پاکستان سے ہجرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار خلیفۃ المسیح کا توکل علی اللہ کی درخشاں مثال ہے اور توکل علی اللہ کیا پیغام لے کر آیا۔

ہمیں اُڑانے کا عزم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑادے کا خاک اُن کی کرے گا رُسوائے عام کہنا

توکل علی اللہ کا ایک مضمون ہماری روز مرہ کی زندگی میں بچوں کی شادی کے موقع پر پیش آتا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت اماں جانؓ کی شادی کے موقع پر توکل علی اللہ کی کیا عالی شان مثال قائم فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت کہ خُذْ بِذات الدین۔ تم دین دار عورت سے شادی کرو۔ بالکل اس کے تحت میں اپنی بچی کی شادی کے لئے گڑگڑاتا تھا اور ہمیشہ یہ دعا کیا کرتا تھا کہ خدایا مجھے نیک اور صالح داماد عطا کرنا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا رشتہ تجویز فرمایا تو تین روکیں تھیں

1- عمر کا فرق

2- پہلی شادی اور اولاد

3- قوم کا فرق۔ اُن دنوں دِلّی والوں میں پنجابیوں کے خلاف سخت تعصب تھا۔

حضرت میر صاحب فرماتے ہیں۔ شروع میں ہم میاں بیوی کو سخت انقباض تھا۔ مختلف امیر اور صاحبِ حیثیت لوگوں کے رشتے تو تھے مگر دین دار نہ تھے۔ لدھیانہ کے ایک رشتہ پر انکار پر حضرت میر صاحبؓ نے اپنی اہلیہ سے کہا لڑکی کی عمر 18 برس ہوگئی ہے۔ کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑو گی۔ حضرت نانی اماںؓ نے کہا کہ اِن لوگوں سے تو میرزا غلام احمد ہی ہزار درجہ بہتر ہے۔ بزرگ ماں باپ کی دعا اور اللہ پر کامل توکل نے اُس وقت روئے زمین پر نیکوں کے سردار اور راست بازوں کے راست باز یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی دامادی میں عطا فرمایا۔ اس بظاہر چھوٹے سے واقعے میں ہمارے لیئے جو سبق مضمر ہے وہ حضرت اماں جانؓ کے مبارک والدین کا اللہ تعالیٰ پر گہرا توکل تھا کہ باوجود عمر کے واضح فرق، اور حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے سے شادی شُدہ اور صاحبِ اولاد ہونے اور ایک مختلف قومیت کے حامل ہونے کے ان بزرگان نے ایک خادمِ دین نیک، صالح اور متقی شخص کے رشتہ کو ترجیح دی اور پھر اپنے مولیٰ پر مکمل بھروسہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُسے ایسی قبولیت عطا فرمائی جو رہتی دُنیا تک باعثِ تقلید و رشک ٹھہرا۔ یہ توکل علی اللہ ہی میں پوشیدہ ثمر تھا کہ جس کے نتیجے میں ایک نئے مبارک خاندان، ایک نئی دُنیا اور ایک نئے قصرِ امن کی بنیاد ڈالی گئی اور بفضلِ خدا آج ان بشارتوں کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے لحہ بہ لحہ پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عملی زندگی کا حضرت اماں جانؓ پر گہرا اثر اور رنگ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور توکل تھا اور آپ کے ہر قول و فعل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اس سے محبت اور اس کی کارسازی پر اعتماد اور بھروسہ نظر آتا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت حضرت اماں جانؓ ایک طرف دعاؤں میں مشغول یہ زاری بھی کرتی تھیں کہ یا اللہ، یا حیی و قیوم ان کو میری عمر بھی لگادے۔ یہ تو دین کی خدمت کرتے ہیں۔ جب وصال قریب تھا تو فرمایا۔

"اے میرے پیارے خدا یہ تو ہمیں چھوڑ رہے ہیں مگر تو ہمیں نہ چھوڑیو" آپ کی اس دعا سے بے قرار صحابہ بھی سنبھل جاتے تھے۔

وفات کے بعد آپ نے بچوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا۔

"بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ چھوڑ کر نہیں گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا"۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں حضرت اماں جانؓ کی تسلی کوئی معمولی تسلی نہیں تھی جو انتہائی پریشانی کے وقت غم رسیدہ بچوں کو ان کی والدہ کی طرف سے دی گئی بلکہ یہ ایک خدائی آواز تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اس شاندار الہام کی گونج تھی الیس اللہ بکاف عبدہ یعنی کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ پھر اس وقت سے لے کر آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں نے اس طرح ساتھ دیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہے کہ آپکے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں

اگر ہر بال ہو جائے سُخن وَر تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

خدا تعالیٰ پر کامل ایمان لانے والوں اور پھر توکل علی اللہ کے کامل درجوں پر پہنچنے والی صحابیات میں سے ایک حضرت والدہ چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحبہ بھی تھیں۔

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ نے بھی اپنے بیٹوں کی زندگی بچانے کیلئے چڑیل صفت جے دیوی کو کچھ نہ دیا بلکہ یہ فرمایا کہ میں چڑیلوں کو ماننے والی نہیں صرف اللہ کو موت اور حیات کا مالک مانتی ہوں اور کسی کا ان معاملات میں اختیار نہیں مانتی اور جب بڑے بیٹے کی وفات ہوگئی تو فرمایا تُو نے ہی دیا تھا اور تو نے ہی لے لیا میں تیری رضا پر شاکر ہوں۔ اب تو ہی مجھے صبر عطا کیجیو۔

اور پھر دوسرے بیٹے کی وفات کی دفعہ جے دیوی کا واقعہ دوبارہ ہوا تو آپ نے فرمایا "یہ میرے ایمان اور توکل علی اللہ کا امتحان ہے۔ کیا میں تسلیم کرلوں کہ میرے بچے کی زندگی اس عورت کے اختیار میں ہے، یہ تو کھلا کھلا شرک ہے۔ اگر میرے بچے کو اللہ زندگی دے گا تو وہ زندہ رہے گا اور وہ اُسے زندگی عطا نہیں کرے گا تو کوئی اور ہستی اُسے زندہ نہیں رکھ سکتی۔ میں تو اپنے ایمان کو ہرگز شک میں نہ ڈالوں گی، بچہ زندہ رہے یا نہ رہے۔ پس وہ بچہ بھی فوت ہو گیا لیکن شرک کو ردّ کرنیوالی متوکل حضرت حسین بی بیؓ نے نجات کا، اللہ کی خوشنودی کا دروازہ اپنے اوپر کھولا اور اُنہیں سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی والدہ ہونے کا شرف ملا جو خدا کے فضل سے صحابیٔ مسیح موعود علیہ السلام ہوئے اور دنیا میں بھی ایک نام پیدا کیا۔

توکل علی اللہ کی مثالیں کہیں ہمیں حضرت ہاجرہؓ کی ذات میں صبر و استقامت کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ کہیں حضرت مریمؑ کا خدا سے غیبی رزق پانا ملتا ہے۔ کہیں حضرت خدیجہؓ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سب مال و متاع پیش کرنا دکھائی دیتا ہے۔

اور آج کے دور میں بھی احمدی خواتین کا اپنے بچوں کو نظامِ وقفِ نو میں پیش کرنا اور اپنے زیورات اور اموال اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ پیش کرنا توکل علی اللہ کی حسین مثالیں ہیں۔ خدا کرے کہ ہمارا ہر گھر ایمان اور توکل کے زیور سے بھر جائے۔ ہمارا ایمان ہماری نمازوں، روزوں اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعہ خدا کے حضور مقبولیت کا ایسا درجہ پائے کہ پھر ہمیں شیطان کے کسی بہکاوے کا ڈر نہ ہو۔

ہمارے روز مرّہ کے کام خدا تعالیٰ پر توکل کے ساتھ طے ہوں۔ ہمارے بچوں کا مستقبل، ان کے ازدواجی جوڑ اللہ کی رضا کی خاطر ہوں اور دنیاوی وجاہتیں ہمیں متاثر نہ کر سکیں خدا کرے ہم اپنی اولاد کی تربیت ایسے رنگ میں کر سکیں کہ کل کو وہ بھی متوکلین کے گروہ میں شمار ہوں۔ ہماری تمام توقعات ہمیشہ ہمارے خدا سے وابستہ رہیں۔

آخر پر خاکسار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ اقتباس پیش کرتی ہے۔

"روز مرہ کے معاملات میں بھی توکل کی کمی بہت سی برائیوں میں اضافے کا باعث بنتی ہے مثلاً غلط بیانی ہے، جھوٹ ہے، جو انسان بعض دفعہ اپنے آپ کو کسی سزا سے بچانے کیلئے بول لیتا ہے یا افسر کی ناراضگی سے بچنے کیلئے غلط بیانی یا جھوٹ سے کام لیتا ہے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو میں نے عدالت کو یا افسر کو ایسا چکر دیا اور اپنے حق میں فیصلہ کروالیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ذرا سا بھی توکل نہیں ہوتا اُس پر یقین ہی نہیں ہوتا اور پھر آہستہ آہستہ ایسے لوگ بندے کو بھی خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ (خطباتِ مسرور جلد اوّل صفحہ 248)

پھر آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو عاجزی میں بڑھاتے ہوئے توکل میں بڑھاتے ہوئے اپنے ایمان میں ترقی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہم اپنے ساتھ بھی دیکھیں اور علم و عمل میں ترقی کرنے والے ہوں اور اس نظارے کو بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے انعام سمجھیں۔ ہم ہمیشہ تکبر اور دنیاداری سے بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے اپنی مدد اور نصرت کا جو سلوک رکھا ہمیں بھی ایسے عمل کی توفیق دے کہ ہم اُس میں سے حصّہ لیتے رہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ جھکنے والے رہیں اور ہمیشہ اس چشمے سے سیراب ہونے کی کوشش کرتے رہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 5 تا 11 مارچ 2010ء)

قرّۃ العین

انیلہ ساجد صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ساجد محمود صاحب مقیم ایڈمنٹن ویسٹ تحریر کرتی ہیں کہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک بیٹی کے بعد مورخہ 24 مارچ 2017 کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔

بیٹے کا نام "خاقان محمود" رکھا گیا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ یہ بچہ مکرم غلام حیدر صاحب اور اللہ رکھی صاحبہ آف ایڈمنٹن ویسٹ کا پوتا اور مکرم عبد الوحید صاحب اور آمنہ وحید صاحبہ آف لندن کا نواسہ ہے۔

تمام بہنوں سے بچے کے نیک، صالح، خادم دین اور خلافت کا سچا مطیع بننے کی درخواست دعا ہے۔ آمین۔

صحابیاتِ رسول ﷺ کی محبتِ رسول ﷺ

تقریر امتہ الرفیق ظفر صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 2017ء

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (آل عمران:32)

عاجزہ جس عظیم ہستی کے حسن و احسان کا تذکرہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ سراپا محبت ہستی تھی جو تمام انبیائے کرامؑ کے اوصاف سے متصف تھی۔ جس کی شانِ اقدس کے متعلق ذوالعرش خدا نے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (سورۃ الانبیاء آیت 108) کے خوبصورت الفاظ میں گواہی دی تھی۔ جسکی حمد سے زمین و آسمان کے بھر جانے کی خوش خبری حبقوق نبی نے دی تھی ہاں یہ وہ عظیم کمالات حسنہ اور شمائلِ حمیدہ اور اخلاق طیبہ رکھنے والی ہستی تھی جس کے لباس پر شہنشاہوں کا شہنشاہ اور خداوندوں کا خدا کشف میں یوحنّا نے پڑھا تھا اور جس کے آگے اور پیچھے آسمانی فوجیں چلتی تھیں۔

میری عزیزو! ایسے محبوب ایسے مُزّمّل اعظم، ایسے حامد و محمود ایسے مجتبیٰ مصطفیٰ، ایسے محمدؐ و احمد ﷺ سے محبت کرنا اس پر اپنی جان فدا کر دینا اس کے راستوں کی پیروی کرنا، اس کے اخلاق و کردار سے اپنی سیرت کو سنوارنا غایت درجہ کا شرف اور کمال انسانیت ہے۔ خدائی انوار کا یہ مظہر یہ سچا فرستادہ۔ جو الٰہی برکتوں کا نشان صفات خداوندی کا آئینہ تھا جس کا جینا اور مرنا جس کی عبادت اور قربانیاں صرف اللہ رب العالمین کیلئے تھیں جو نیکیوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا تھا۔

اس عظیم نبی محمدؐ کی بعثت کے بعد جن خوش نصیبوں نے پہلے اسلام قبول کرنے میں سعادت حاصل کی وہ اللہ کے ہاں السابقون الاوّلون کا شرف پا گئے۔ اسلام کے اس مقدس قافلے میں صحابہ کرامؓ نے جان مال کی محبت میں فنا ہو کر عزم و استقامت کی، صدق و وفا ایثار و قربانی کی ایسی لازوال ایمان افروز داستانیں رقم کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سب کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے انہیں رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کی خوشخبری سنا دی۔

صحابیات کرامؓ کی محبوب خدا حضرت محمد ﷺ سے محبت و الفت اور اطاعت کا دامن بہت وسیع ہے اسکو جتنا بھی بیان کیا جائے کم ہے یہ زمین و آسمان میں پھیل جانے والے وہ پاکیزہ جذبے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔

صحابیاتؓ آنحضرت ﷺ کے اِس مبارک فرمان

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من لایمان ص15 و مسلم کتاب الایمان)

کا گہرا عرفان رکھتی تھیں اور تاریخ شاہد کہ اُنہوں نے اللہ کی راہ میں دین اسلام کی سربلندی کی خاطر اور پیارے محمد ﷺ کی محبت و اطاعت میں فنا ہو کر مصائب و آلام کے پہاڑ برداشت کیے ظلم و ستم کی چکّی میں پسنا گوارا کیا۔ مکّہ کی تپتی دھوپ میں لوہے کی زرہوں کا لباس پہنا۔ اور اپنے اخلاص و وفا پر اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر مہر ثبت کر دی۔

؎ اس راہ میں جاں کی کیا پرواہ جاتی ہے اگر تو جانے دو

میری عزیزو!

یہ سچ ہے کہ محبت محبوب کیلئے ایثار کا نام ہے اور محمد ﷺ تو وہ محبوب یزدانی ہے جو اپنے کمالات عالیہ کی وجہ سے محبت کیے جانے کا شایان شان ہے۔

آیئے! آج پھر اسلام کی پہلی شہید صحابیہؓ کی بے نظیر درد و الم سے پُر قربانی کی یاد تازہ کریں جنہوں نے باوجود بڑھاپے کے راہِ حق میں ایسے روح فرسا مظالم جھیلے کہ اپنی جان قربان کر کے اسلام کی صداقت پر سورج روشن کر دیا اور حضرت محمد ﷺ کی محبت و اطاعت میں فنا ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے خاندان سمیت جنت کی خوشخبری پا گئی۔

حضرت سمیہ بنت خباط، اُن کا خاوند یاسرؓ اور دو بیٹے عبد اللہ اور عمار ایسا مقدس گھرانہ تھا۔ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق پر لبیک کہی تھی حضرت سمیہؓ مکہ کے ایک رئیس ابوحُذیفہ مخزومی کی کنیز تھی چنانچہ اس خاندان پر مشرکین مکّہ نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ ان کو لوہے کی ذرہ پہنا کر مکہ کی تپتی ریت پہ لٹا دیا جاتا ان کی پشت کو انگاروں سے داغا جاتا۔

حضور ﷺ جو رحیم و مہربان تھے جن کی شان عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبہ:128) تھی اِس دردناک منظر کو دیکھ کر اِس خاندان کیلئے بارگاہ عزت سے دردمندانہ دعا بن گئے اور پھر اُن کے زخموں پر خدائی محبت کا مرہم رکھ کر یہ

خوشخبری دی۔

"صَبْرًا یَالِ یَاسِرَ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃُ" کہ اے آل یاسرؓ صبر کرو تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ (زادالمعاد جلد 3 ص 22 طبع جدید)

حضرت یاسرؓ نے تو ان ظلموں سے اپنی جان دیدی۔ اور پھر ایک دن دشمن رسولؐ ابوجہل نے اس معصوم پاکباز خاتون سمیہؓ کو برچھا مار کر شہید کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ کو اس خاندان کی قوت ایمانی اور استقامت اور حضرت عمارؓ کی پاکباز ماں کی مظلومانہ شہادت اور بے کسی ہمیشہ یاد رہی چنانچہ 2 ہجری میں جب جنگ بدر میں سفاک ابوجہل مارا گیا۔ تو بے کسوں کے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمارؓ کو بلا کر کہا "قَدْ قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اُمِّکَ" کہ اللہ نے تمہاری ماں کے قاتل کا بدلہ لے لیا۔

ہزاروں رحمتیں تا ابد نازل ہوتی رہیں اسلام کی اس پہلی شہیدہؓ پر جس نے اپنے خون سے اسلام کی آبیاری کی اور محبت ووفا کی انوکھی داستان رقم کر دی

" اے عمارؓ کی والدہ! تجھ پر سلام! تو نے محبت رسولؐ میں دائمی اور ابدی جنتوں کو پالیا تیرا یہ اُسوہ، تیری یہ قربانی مشعلِ راہ بن گئی"۔

شہادت ایک عظیم الشان قربانی ہے اور ایک بلند رُوحانی درجہ ہے جہاں صحابہ کرامؓ کے دِلوں میں شہادت پانے کا ایک جوش اور ولولہ پایا جاتا تھا وہاں صحابیاتؓ بھی اس ایمانی جذبے سے لبریز تھیں۔ اور شہادت کی تمنا لئے دعائیں کرتی تھیں۔ "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ" کہ اے اللہ ہمیں اپنی راہ میں شہادت نصیب کر۔

حضرت اُمّ ورقہؓ بنت نوفل انصاریہ جو ہجرت نبویؐ کے بعد اِسلام کی دولت سے فیضیاب ہوئی تھیں اور حافظہ قرآن بھی تھیں۔ جب غزوہ بدر کی تیاری ہو رہی تھی تو وہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ مجھے بھی اس جنگ میں اپنے ساتھ لے جائیں تا کہ میں زخمیوں کی خدمت کر سکوں اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی راہ حق میں شہید ہونے کی سعادت بخش دے۔ حضورؐ نے فرمایا تم گھر میں ہی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت یہیں نصیب کرے گا۔ یہ صحابیہؓ زندگی میں ہی "الشہیدہ" کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔

حضور ﷺ اُن پر بے حد شفیق تھے کبھی کبھی آپؐ بعض صحابہؓ کے ہمراہ اُن کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے "آؤ شہیدہ کے گھر چلیں" خدا تعالیٰ نے آپ کی شہادت کی تمنا پوری کر دی اور آپ کے غلام اور لونڈی نے جنہیں آپ نے اپنی وفات کے بعد آزادی کا وعدہ دیا تھا آپ کو شہید کر دیا۔

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست قوتِ قدسیہ اور انفاسِ طیبہ نے صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے اندر ایک ایسا روحانی انقلاب برپا کر دیا تھا کہ وہ اپنے صدق ووفا کی وجہ سے کبھی ظالموں سے نہ ڈریں۔ تلواروں کی دھاروں، نیزوں کی نوکوں، تھپڑوں کی بارش، بھوک وپیاس کی شدتوں پر اُن کی وفاؤں کا امتحان لیا گیا لیکن عرش کا خدا گواہ ہے کہ اُنہوں نے اِس میدان میں صبر واستقامت اور صدق ووفا کے ایسے بے نظیر نمونے قائم کیئے جن کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت اُمّ شریک دوسیہؓ وہ عظیم المرتبت صحابیہ تھیں جن کا شمار سابقون الاولون کی مقدس جماعت میں ہوتا ہے۔ جب اُنہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے مشرک رشتہ داروں نے اُنہیں دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ وہ اِس حالت میں اُن کو روٹی کے ساتھ شہد کھلاتے تھے جس کی تاثیر نہایت گرم ہوتی ہے اور پانی پلانا بھی بند کر دیا تھا۔ تین دن گزرنے کے بعد جب مشرکین نے کہا کہ اپنا دین چھوڑ دو۔ تین دن کے متواتر ظلم وستم سے وہ بدحواس ہو چکی تھیں اُن کی بات نہ سمجھ سکیں۔ تو اُنہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے توحید کو چھوڑ دینے کیلئے کہا تو فوراً جواب دیا "اللہ کی قسم میں تو اسی عقیدے پر قائم ہوں"۔ (طبقات سعد علامہ ابن سعد)

یہ ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ ایک مامور من اللہ اور اس کے پیروکاروں میں اس قدر مضبوط روحانی تعلق قائم ہو جاتا ہے کہ اُس روحانی تعلق کی خاطر ہر خوبصورت رشتہ اپنے عزیز واقارب یہاں تک کہ جان بھی قربان کر دی جاتی ہے۔ عشق ومحبت، صدق وصفا، فدائیت ومحبوبیت کی ایسی لازوال داستانیں ہیں کہ جو آج بھی تاریخ کے افق پر ستاروں کی مانند چمک رہی ہیں۔

آیئے عشق ووفا اور الٰہی محبت کی اُس کہکشاں کا نظارہ کریں جس میں آج سے پندرہ سو سال پہلے ایک اُمی نبی، حبیب خدا احمد ﷺ کی خاطر مقدس صحابیات نے اپنے خون سے رنگ بھرے تھے۔ اور اپنے جذبہ ایمانی کو جِلا بخشی تھی۔ اُحد کے میدان میں صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی محبت وفدائیت کی داستانیں رقم ہیں۔

حضرت اُمّ عمارہؓ دین کی خاطر قربانی کرنے والی وہ سرفروش صحابیہ تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت رکھتی تھیں۔ یہ الٰہی محبّت ہی تھی جس نے آپ کو اپنی جان مال اور اولاد سے بے نیاز کر دیا تھا آپ کے اخلاص اور ایثار و قربانی پر بڑے بڑے صحابہؓ بھی فخر کیا کرتے تھے۔ یہ شیر دل مجاہدہ اُمّ عمارہؓ غزوہ اُحد میں اپنے شوہر، اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں ایسی شجاعت اور بہادری دکھائی "خاتون اُحد" کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔

غزوہ اُحد میں جب جنگ کا پانسہ پلٹا اور مسلمان مجاہدین اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو یہ بہادر خاتون تلوار اور ڈھال سنبھال کر حضور ﷺ کے قریب پہنچ کر کفار کے سامنے سینہ سپر ہو گئیں۔ دشمنِ رسولؐ ابن قمیئہ جو مشہور شہسوار تھا۔ اُس کی تلوار جب حضورؐ کے خَود پر پڑی اور خَود کی دو کڑیاں حضورؐ کے رخسار مبارک میں پیوست ہو گئیں تو خون کی دھار پھوٹ پڑی۔ اُمّ عمّارہؓ یہ نظارہ دیکھ کر بے تاب ہو گئیں اور دشمن پر بڑی جرأت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ بدبخت ابن قمیئہ نے آپ پر جو ابی وار کیا۔ آپ کے کندھے پر زخم آیا اور دشمن بھاگ گیا۔ حضورؐ نے خود اُمّ عمارہؓ کے زخم کی پٹی بندھوائی۔ اِس نازک موقعہ پر میدان جنگ میں اس عظیم مخلص

خاتون نے حضورؐ سے یہ استدعا کی۔ یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ میرے لیئے دُعا فرمائیں کہ جنت میں آپؐ کی معیت نصیب ہو۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ان کیلئے دُعا مانگی اور بلند آواز سے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ حضرت اُمّ عمارہؓ خوش ہو گئیں اور بے ساختہ بول اُٹھیں "مَاأُبَالِیْ مَا اَصَابَنِیْ مِنَ الدُّنْیَا" کہ اب مجھے دنیا کی مصیبت کی پرواہ نہیں۔

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"اُحد کے دن دائیں بائیں جدھر نظر ڈالتا اُمّ عمارہؓ ہی نظر آتی تھیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمّ عمارہؓ کے گھر تشریف لے جاتے تھے ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ اُمّ عمارہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا آپؐ نے فرمایا تم بھی کھاؤ- عرض کیا یارسول اللہؐ میں روزے سے ہوں- فرمایا روزے دار کے سامنے کچھ کھایا جائے تو فرشتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں پھر آپؐ نے اُمّ عمارہؓ کے سامنے کھانا کھایا۔

اَلصَّائِمُ اِذَا اَکَلَ عِنْدَہُ اَلْمَفَا طِیْرُ صَلَّتْ عَلَیْہِ اَلْمَلَائِکَۃُ۔

(سنن ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل اذا اُکل عندہ)

صحابیاتؓ نے اپنے محبوب ومطاع آقا حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے ایمانِ کامل کو حاصل کر لیا تھا۔ اس لئے دنیا کے مصائب اور دُکھ اُن کی نگاہ میں کچھ حقیقت نہ رکھتے تھے۔ اُنہوں نے یتیمی، بیوگی اور اولاد سے محرومی پر جس صبر استقامت کا نمونہ دکھایا تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دراصل یہ ایمانی صدق کے نمونے اُس انسان کامل فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کی قُوّت قدسیہ کا نتیجہ تھے جس نے اُن کا سچّا اور مضبوط تعلق زندہ خدا سے قائم کر دیا تھا۔

جنگ اُحد کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشہور ہو گیا کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر جب مدینہ پہنچی تو کہرام مچ گیا عورتیں اور بچے بیمار اور بوڑھے روتے بلبلاتے میدان اُحد کی طرف دوڑے۔ انہی عورتوں میں سے ایک اسّی بیاسّی سالہ انصاری عورت بھی تھی۔ جس کی بنیائی کمزور ہو چکی تھی۔ وہ قریب آنے پر آواز سے پہچانتی تھی وہ گھبراہٹ کی حالت میں تیز چلتی ہوئی ہر آنے والے سے پوچھتی ہے کہ بتاؤ تو سہی۔ محمدؐ کا کیا حال ہے؟ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت میدان جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اور آپؐ کے اونٹ کی نکیل آپؐ کی حفاظت کی خاطر سعد بن معاذؓ انصاری قبیلہ اوس کے رئیس نے پکڑی ہوئی تھی اُس صحابیؓ نے جونہی اپنی ماں کو بے تابانہ آتے ہوئے دیکھا تو حضور ﷺ سے کہا یارسول ﷺ میری ماں وہ چاہتا تھا کہ رسول ﷺ میری ماں کو دلاسہ دیں۔ حضور ﷺ جو مجسم رحم تھے آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو روکا اور فرمایا میں تمہارے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے بیٹے عمرو بن معاذ کو شہادت کا رُتبہ عطا کیا ہے وہ عورت نظر کی کمزوری کی وجہ سے حیران تھی کہ آواز کہاں سے آرہی ہے جب اُس عورت نے آپؐ کو پہچان لیا تو بے ساختہ کہہ اٹھی۔ حضورؐ! جب میں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا تو سمجھو کہ میں نے مصیبت کو بھون کر کھالیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کیا عجیب محاورہ ہے۔ محبت کے کتنے گہرے جذبات پر دلالت کرتا ہے غم انسان کو کھا جاتا ہے مگر وہ عورت جس کے بڑھاپے میں اُس کا عصائے پیری ٹوٹ گیا کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے۔ جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو میں اِس غم کو کھا جاؤنگی۔

(نبیوں کا سردار صفحہ 132،131)

آیئے! قبیلہ بنی دینار کی ایک مقدس عورت کی صدق ووَفا کے میدان میں نرالی شان دیکھیں۔ وہ عظیم عورت جس کے دل میں حضرت محمدؐ کے عشق کا سمندر موجزن تھا۔ جنگ اُحد میں جب حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی افواہ سُنی تو گھبراہٹ کے عالم میں گھر سے باہر نکل کر راستے میں کھڑی ہو گئی۔ اور ہر آنے والے سے حضورؐ کی خیریت دریافت کرنے لگی تو کہتی جاتی "مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہ" کہ اللہ کے رسول کا کیا حال ہے؟ تو اُس شخص نے جو مدینہ سے آرہا تھا اور وہ تسلی میں تھا کہ حضورؐ بخریت ہیں۔ اُس نے عورت کو اُس کے باپ کی شہادت کی خبر دی۔ اُس عورت نے دوبارہ پوچھا- بتاؤ کہ محمدؐ کیسے ہیں۔ اُس شخص نے عورت کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا بھائی شہید ہو چکا ہے لیکن اُس مقدس عورت نے بے تابی سے یہی پوچھا کہ بتاؤ! محمد صلی علیہ وسلم کیسے ہیں؟ اُس آدمی نے اُس عورت کو یہ افسوسناک خبر سنائی کہ افسوس ہے تمہارا خاوند بھی شہید ہو چکا ہے۔ تب وہ عورت بے چینی کے عالم میں کہنے لگی مجھے اسکی پرواہ نہیں کہ کون مرا اور کون زندہ ہے مجھے تو صرف یہ بتاؤ کہ میرے آقا محمدؐ صلی علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب اُس شخص نے یہ بتایا کہ آپؐ بفضل تعالیٰ زندہ ہیں صحیح وسلامت ہیں اور تشریف لا رہے ہیں۔ تو وہ عورت یہ جواب سُن کر تسلی پا گئی۔ اور پھر کہنے لگی "کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ" کہ اگر آپؐ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں۔ (تاریخ طبری ھ2 ص174 ابن حشام 2/99)

لَا رَیْبَ۔ ملائکہ آسمان سے آفرین کی صدائیں بلند کرتے ہوں گے اِس عظیم صحابیہؓ کی جرأت ایمانی پر جو عدیم المثال ہے۔ سچ ہے کہ کمال درجہ کی اس گہری محبت کو ایمان کہتے ہیں۔ تاریخ کے سینے میں محفوظ اُس عظیم صحابیہؓ کی قوّت ایمانی مشاہدہ کریں جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی جان کی حفاظت کا خیال سب خیالوں پر مقدم تھا۔

غزوہ تبوک کا ذکر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کو لیکر شامی لشکروں کے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے ہیں قحط کا سال ہے اور بہت بڑے لشکر سے مقابلہ ہے صحابہؓ صحابیاتؓ بڑھ بڑھ کر قربانیاں پیش کر رہے ہیں خطرے کا عالم ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"عورتیں تک بھی اِس خطرہ کو محسوس کر رہی تھیں اور اپنے خاوندوں اور اپنے بیٹوں کو جنگ پر جانے کی تلقین کر رہی تھیں۔ اس اخلاص اور اِس جوش کا اندازہ اِس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ایک صحابیؓ جو کسی کام کیلئے باہر گئے ہوئے تھے اُس وقت واپس

لوٹے جب رسول اللہ ﷺ لشکر سمیت مدینہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ ایک عرصہ کی جدائی کے بعد جب وہ اس خیال سے گھر میں داخل ہوئے کہ اپنی محبوب بیوی کو جا کر دیکھیں گے اور خوش ہوں گے تو اُنہوں نے اپنی بیوی کو صحن میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور محبت سے بغل گیر ہوئے اور پیار کرنے کے لیے تیزی سے اُس کی طرف بڑھے۔ جب وہ اپنی بیوی کے قریب گئے تو اُن کی بیوی نے دونوں ہاتھوں سے اُن کو دھکا دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اس صحابیؓ نے حیرت سے اپنی بیوی کا مُنہ دیکھا اور پوچھا۔ اتنی مدت کے بعد ملنے پر آخر یہ سلوک کیوں؟ بیوی نے کہا۔ کیا تم کو شرم نہیں آتی۔ خدا کا رسولؐ اس خطرہ کی جگہ پر جا رہا ہے اور تم اپنی بیوی سے پیار کرنے کی جرأت کرتے ہو۔ "پہلے جاؤ اپنا فرض ادا کرو"۔ وہ صحابیؓ فوراً گھر سے باہر نکل گئے اور اپنی سواری پر زین کسی اور رسول اللہ ﷺ کو تین منزل پہ جا کر مل گئے"۔ (دیباچہ تفسیر القرآن ص 226)

تاریخ شاہد ہے کہ صحابیاتؓ نے بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہجرت کے مصائب برداشت کر کے اپنے ایمان پر گواہی دی اور اس بات کا اقرار کیا کہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید اُنہوں نے اس عظیم نبی محمد ﷺ کے نور سے پائی ہے۔

ان مہاجراتؓ میں سے ایک ایمان سے پُر نوجوان بچی تھی۔ جو دشمن اسلام عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی اُمّ کلثوم تھی لیکن وہ اسلام کے نور سے منور ہو کر نیّر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بن گئی ان کی والدہ اروٰی بنت کریز تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی والدہ کو صالح فطرت سے نوازا تھا۔ یہ بچی حضرت عثمانؓ بن عفان کی اخیافی بہن تھی۔ اُمّ کلثوم کا باپ عُقبہ رسولؐ خدا کا شدید دشمن تھا لیکن اس صالحہ بیٹی نے اپنے باپ کی مخالفت کے باوجود انتہائی مشکل حالات میں اسلام قبول کر لیا۔ اور حضورؐ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اُن کا دِل ہجرت کیلیے بے تاب ہو گیا کیونکہ کنواری تھیں اس لئے باپ اور بھائی سخت نگرانی کرتے۔ اس لئے ایک مدت تک ہجرت نہ کر سکیں جب باپ عقبہ بن معیط جنگ بدر میں مارا گیا تو بھائیوں نے ان پر نگرانی سخت کر دی۔ ان کے بھائی حضور ﷺ اور دین اسلام کے خلاف زبان دراز کرتے تو رنجیدہ ہو جاتیں۔ اور خدا کے حضور دُعا کرتیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس ناپاک ماحول سے جلد نجات دے اور وہ اُڑ کر اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے قدموں میں جا پہنچیں۔

پھر صلح حدیبیہ کے فوراً بعد انہیں گھر سے نکلنے کا موقع مل گیا اور وہ بنو خزاعہ کے ایک نیک آدمی کے ساتھ پیدل ہی مدینہ کی طرف چل دیں اور دن رات سفر کرتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گئیں۔ ادھر جب گھر والوں کو ان کے فرار کا علم ہوا تو ان کے بھائیوں ولید اور عمارہ کو سخت غصہ آیا اور وہ اپنی بہن کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے لیکن راستہ میں وہ انہیں نہ ملیں تو بھائی مدینہ پہنچ گئے اور حضورؐ سے صلح حدیبیہ کی اس شرط کے مطابق کہ اگر قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو اُسے واپس کر دیا جائیگا۔ اُدھر اُمّ کلثوم نے فریاد کی یا رسولؐ اللہ! مجھے اپنے سے دور نہ دھتکاریئے۔ میں ایک کمزور عورت ہوں اور مشرکین میں واپس جا کر میرا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔

حضور ﷺ کو فکر ہوئی کیونکہ معاہدہ میں عورتوں کا ذکر نہ تھا اس وقت یہ بارگاہ الٰہی سے یہ آیت اُتری

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ (الممتحنہ:11)

اے مومنو! اگر جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو اللہ اُن کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کافروں کے حوالے نہ کرو۔

اس حکم خداوندی کے مطابق حضورؐ نے حضرت اُمّ کلثومؓ کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان کے بھائی بے نیل مرام مکّہ واپس گئے پھر حضور ﷺ نے حضرت اُم کلثومؓ کی عزت افزائی یُوں فرمائی کہ ان کو اپنے محبوب جانثار حضرت زید بن حارثؓ سے بیاہ دیا۔ (تذکار صحابیات صفحہ 382،381)

صحابیاتؓ نے قربانی کی جو مثالیں قائم کی ہیں ان کی نظیر آج تک کسی قوم کی عورتوں میں نہیں ملتی۔ خدائے شکور نے بھی ان قربانیوں کو اس رنگ میں اس شان سے قبول فرمایا کہ اسلام کی فتح کے نظارے اُنہوں نے اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھ لیئے اور صدیقیت کے اعلیٰ مقام کو پالیا۔

ایسے ہی خوش نصیبوں کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص فتنہ کے ڈر سے بچاؤ کی خاطر ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھاگ جاتا ہے وہ خدا کی نظر میں صدیق اور اگر وہ اس حالت میں فوت ہو جاتا ہے تو شہید ہے۔

(بخاری کتاب العلم و کتاب الجہاد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس محبت سے ان جانثار صحابہؓ کی شان میں فرماتے ہیں

قَدْ اثْرُوکَ وَفَارَقُوْا اَحْبَابَهُمْ
وَتَبَاعَدُوْا مِنْ حَلْقَةِ الْاِخْوَانِ

"بے شک انہوں نے تجھے مقدم کر لیا اور اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا اور اپنے بھائیوں کے دائرے سے دور ہو گئے"۔

یہ سنّتِ جاریہ ہے کہ انبیاء کی جماعتیں ہمیشہ قربانیوں سے عزت پاتی ہیں۔ صحابیاتؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو قربانیوں کے میدان میں پروانہ وار کھنچی چلی جاتی تھیں۔ وہ اپنے عہد کی پکی تھیں اور قول کی سچی تھیں۔ ایمان ان کے دلوں میں نقش ہو چکا تھا وہ رسول کریم ﷺ کی محبت و اطاعت میں سرشار ہو کر مومنات، قانتات، صالحات، محسنات بن گئیں تھیں- آج بھی اسلامی دنیا اُن کی قربانیوں پر، اُن کے اعلیٰ کردار پر ان کے پاکیزہ جذبات پر فخر کرتی ہے۔

اسلام کی تاریخ تا قیامت فخر کرتی رہے گی۔ فاطمہ بنت خطابؓ پر جس کے اخلاص و قربانی اور استقامت دین کے نتیجہ میں "عمرؓ" جیسا بہادر انسان اسلام لایا۔

بس قابل صد افتخار ہے یہ فاطمہؓ جس نے خطاب کے گھرانے کو جہنم سے بچا کر جنتی گھرانہ بنا دیا۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب وہ جلیل القدر صحابیہ تھیں جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں اسلام قبول کیا۔ آپ کی کنیت اُمّ جمیل تھی آپ حضرت عمرؓ کی بہن تھیں آپ کی شادی حضرت سعید بن زیدؓ سے ہوئی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے حضرت فاطمہؓ (نمبر 26) پر تھیں جو اسلام لائیں اور ان کے خاوند 27 نمبر پر تھے۔ اس طرح یہ دونوں میاں بیوی سابقون الاولون میں شمار ہوتے ہیں۔

جس زمانے میں آپ اسلام سے بہرہ ور ہوئیں اُس وقت آپ کے بھائی عمر اسلام اور حضرت محمدؐ کے شدید دشمن تھے انہوں نے 5 سال تک اسلام کے پرستاروں پر مظالم کی حد کر دی تھی اور جب دیکھا کہ ایک شخص بھی اس راہ حق سے نہیں ہٹا تو سوچا کہ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کو ایک وار سے ختم کر دوں راستے میں حضرت نعیم بن عبد اللہ النحام کے بتانے پر کہ تمہاری بہن اور تمہار بہنوئی اسلام قبول کر چکے ہیں، بہن کے گھر کی طرف پلٹ گئے اُس وقت حضرت خباب بن الارتؓ ان کے ہاں موجود تھے اور انہیں سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔

عمرؓ کے دروازہ کھٹکھٹانے پر خباب تو دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ عمر کے یہ جان لینے کے بعد کہ وہ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں عمرؓ نے زور دار تھپڑ بہنوئی کو مارنا چاہا کہ بہن آگے بڑھی تا کہ اپنے خاوند کو بچائے اور اس طرح وہ ہاتھ بہن کے منہ پر لگا جس سے وہ زخمی ہو گئیں اور ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ زخمی خون آلود بہن نے اپنے ایمان اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "عمر! **قَدْ اَسْلَمْنَا وَتَا بَعْنَا مُحَمَّدٌ اَفْعَلْ مَا شِئْتَ**" کہ ہم اسلام لا چکے ہیں اور محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہیں "عمر جو چاہتا ہے کر لے"۔

یہ الفاظ جو استقامت سے پُر تھے کرامت بن گئے اور عمر جیسا بہادر انسان حیران رہ گیا اور نادم ہو کر بولا بہن! مجھے سناؤ تو سہی تم کیا پڑھ رہے تھے یہ سن کر حضرت خبابؓ بھی باہر نکل آئے اور جب حضرت عمرؓ نے اپنی بہن کے کہنے پر غسل کر کے قرآن مجید کے اوراق پڑھنا شروع کیے تو بول اُٹھے **مَا اَحْسَنَ الْکَلَامُ** اور بے ساختہ رونے لگے۔ اور جب

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ⑭

"بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی بندگی کر اور میری ہی یاد کے لیے نماز پڑھا کر"۔ (سورہ طٰہٰ آیت 15) پر پہنچے تو کہنے لگے مجھے محمدؐ کے پاس لے جاؤ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

پس عمرؓ جیسے ہیرو کا اسلام لانا اور اسلام کا شیریں پھل ثابت ہونا اور خلیفۃ الرسول بننا ہی سب ایک عورت کی غیرتِ دینی، اخلاص اور محبت رسول کا ہی نتیجہ تھا۔ ہاں اُس نیک دل عورت نے اسلام کو ہمیشہ کی زندگی بخش دی۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان کا دل اپنے محسن سے محبت کرنے پر مجبور ہے آپ کے

اِحْسَانُهٗ یُصْبِیْ الْقُلُوْبَ وَحُسْنُهٗ یُرْوِی الصَّدَا

جذباتِ محبت کا اندازہ کریں، پھر فرماتے ہیں

قَوْمٌ رَاَوْكَ وَاُمَّتٌ قَدْ اُخْبِرَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ

عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کس محبت سے فرماتے ہیں۔

ایک قوم نے تو تجھے دیکھا ہے اور ایک امت نے خبر سنی ہے اس بدر کی جس نے مجھے (اپنا) عاشق بنا دیا ہے (القصائد الاحمدیہ۔ صفحہ 30)

صحابہؓ اور صحابیاتؓ تو محسن اعظم حضرت محمد ﷺ کی صورت جمیل اور سیرت حسن کا تذکرہ بہت محبت سے کرتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید چمکدار تھا۔ چہرہ مبارک تو سورج چاند سے زیادہ روشن تھا آپؐ کے چہرے پر پسینے کے قطرے یوں چمکتے نظر آتے جیسے چمکدار موتی ہوں اور حقیقت تو یہ تھی جو آپؐ کو دیکھ لیتا وہ آپؐ کا شیدائی ہو جاتا۔

حضرت ربیع بنت معوذ وہ جلیل القدر خوش نصیب صحابیہ تھیں کہ جس دن ہجرت کر کے حضورؐ مدینہ تشریف لائے تھے وہ ان خوش قسمت بچیوں میں شامل تھیں جو یہ خوشی کے ترانے گا رہی تھیں کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَاعَ لِلّٰهِ دَاعِ
اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

ہم پر وداع کی گھاٹی سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔ ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہو گیا جب تک کہ پکارنے والا (محمد) اللہ کی طرف پکارتا رہے گا۔ اے وہ جو ہم میں مبعوث کیا گیا ہے تیرے حکم کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔

آپؓ کے والد معوذ اور معاذ وہ دلیر نوجوان تھے جنہوں نے دشمن خدا ابو جہل کو جنگ بدر میں واصل جہنم کیا تھا۔ بہادر باپ کی یہ دلیر بیٹی اُن خوش قسمت ترین عورتوں میں سے تھی جنہیں حضور ﷺ جنگوں میں اسلامی لشکر کے ساتھ لے کر رکھتے تھے آپؓ بتاتی ہیں کہ ہم ﷺ کے ہمراہ ہوتیں، ہم مجاہدوں کو پانی پلاتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔

آپؓ کو حضورؐ سے بے حد محبت و عقیدت تھی حضورؐ بھی آپ سے شفقت فرماتے اور کبھی کبھی آپ کے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ حضورؐ آپ کے گھر تشریف لائے اور وضو کیلئے پانی طلب فرمایا تو آپ نے عقیدت سے شوق و جذبے سے کھڑے ہو کر وضو کروایا۔

حضور ﷺ کے وصال کے کئی سال بعد ایک دفعہ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کے پوتے نے آپ سے حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق پوچھا تو یہ صحابیہؓ جس نے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں حضورؐ کو یاد کر کے رونے لگیں اور بھری ہوئی آواز سے بے ساختہ بول اٹھیں۔

يَا بُنَيَّ! لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَة

اے میرے بیٹے! اگر تم حضورؐ کو دیکھتے تو یوں سمجھتے کہ گویا سورج روشن ہو رہا ہے۔ (تذکار صحابیات، ص436)

حضورؐ تو حسن و احسان کے پیکر اور خلق عظیم پر فائز تھے۔ آپؐ کے مقدس چہرے سے صدق کی کرنیں پھوٹتی تھیں اور یہی صدق صحابہؓ اور صحابیاتؓ کو سعادت ایمانی بخشنے کا موجب بن جاتا تھا۔ وہ آپؐ کے دیدار کے بھوکے تھے اور اپنی ہر قیمتی متاع آپؐ کے مبارک قدموں میں نچھاور کرنے کیلئے ہر دم تیار رہتے تھے۔

حضرت اُم سلیمؓ وہ خوش قسمت صحابیہؓ تھیں جو خاندان بنو بخارؓ سے تعلق رکھتی تھیں اور رشتے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھیں یہ صالح خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنی سب سے قیمتی متاع یعنی اپنی کم سن بچہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہیں اور کہتی ہیں "یارسول اللہ" میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یہ میرا بیٹا انسؓ ہے اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیں اور اس کیلئے دُعا کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کے جذبہ اخلاص کو تحسین سے دیکھتے ہوئے بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور دُعائے خیر مانگی۔ یہ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ رہا اور ایک عظیم جانثار، خدمت گزار بنا۔

حضرت اُم سلیم کو حضرت محمد ﷺ سے بے حد محبت و عقیدت تھی اور حضورؐ بھی ان کی تعظیم اور قدر منزلت فرماتے اور ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ اور دوپہر کو وہاں آرام کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اُم سلیمؓ پر مجھے رحم آتا ہے کہ اُس کے بھائی حرام بن ملحان نے میری حمایت میں شہادت پائی۔ اُن کے بھائی سریہ بئرِ معونہ میں شہید ہوئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُم سلیمؓ کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ حضورؐ جب اُن کے گھر استراحت فرماتے تو وہ آپ کا پسینہ اور گرے ہوئے بال ایک شیشی میں تبرک کے طور پر جمع کر لیتی تھیں نبی کریم ﷺ نے انکو ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں **عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِيْ طِيْبِنَا وَ هُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ** کہ یہ آپؐ کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ڈالیں گے اور یہ سب عطروں سے بڑھ کر عطر ہے۔

(رحمت اللعالمین ص318)

اگر کبھی اُم سلیم کے گھر میں نماز کا وقت آجاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہیں چٹائی پر نماز ادا کر لیتے ایک بار حضورؐ نے اُم سلیمؓ کے مشکیزے سے اپنا دہن (منہ) مبارک لگا کر پانی پیا۔ آپ اُٹھیں اور مشکیزے کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ رحمتِ دوعالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ اِس سے مَس ہوئے ہیں۔

(تذکرہ صحابیات ص439)

پھر مدینۃ النبیؐ میں وہ دن بھی آیا جس دن مدینہ کا سورج زرد پڑ گیا۔ ہاں وہ آفتاب ماہتاب جس سے مدینہ کے دن رات روشن تھے ڈھل گیا وہ سب سے پیارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جس کی جدائی کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے وہ انہیں داغِ مفارقت دے گیا۔ "انا اللہ وانا الیہ راجعون" اُن کے دیدوں کا نور جاتا رہا۔ انکی بینائی زائل ہو گئی۔ ان کی دنیا اندھیر ہو گئی جہاں صحابہؓ مارے غم کے دیوانے ہو گئے وہاں صحابیاتؓ کی آنکھوں نے بھی راکھ کا سرمہ پہن لیا کیونکہ اُن کا شفیق باپ، اُن کا محسن آقا، اُن کا غم گسار جو بیواؤں کا سہارا، یتیموں کی پناہ، اور اُن کے سروں کا سائبان تھا جاتا رہا تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی تو ہر دلِ غم سے گلے تک آگیا تھا۔ اس گہرے صدمے اور دکھ والم سے ازواج مطہراتؓ بھی بے حد مغموم تھیں کیونکہ آپؐ کی جدائی دنیا کا سب سے بڑا المناک سانحہ تھا۔ آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ پر بھی غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ انہیں کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ وہ خادمِ رسول حضرت انسؓ سے کہتیں، اے انسؓ! تمہارے دلوں نے کیسے گوارہ کر لیا کہ تم اپنے ہاتھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس غم کے جذبات کی کیفیت حضرت مسیح موعودؑ یوں بیان فرماتے ہیں

يَبْكُوْنَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً وَتَأَلُّمًا مِّنْ لَوْعَتِ الْهِجْرَانِ

وہ تیرے حسن کی یاد میں بوجہ عشق کے (بھی) روتے ہیں اور جدائی کی جلن کے دکھ اٹھانے سے بھی۔

حضرت اُمّ ایمنؓ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمی کہا کرتے تھے اور فرماتے تھے "**هٰذِهِ بَقِيَّةُ اَهْلِ بَيْتِيْ**"۔ آپکو حضورؐ کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا۔ غم سے نڈھال ہو گئیں ان کا رونا نہ تھمتا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ان کو تسلی دینے کیلئے تشریف لے گئے اور فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے۔ حضرت اُم ایمنؓ نے جواب دیا یہ تو مجھے معلوم ہے۔ روتی اس لئے ہوں کہ اس وحی الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ پر رقت طاری ہو گئی اور وہ بھی دونوں رونے لگے۔ (روایت صحیح مسلم طبقات ابن سعد)

عمۃ النبیؐ حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب۔ (ایک جلیل القدر صحابیہؓ تھیں) بچپن میں انہوں نے حضورؐ کے ساتھ ایک گھر میں پرورش پائی تھی حضورؐ کی یہ پھوپھی بے حد بہادر اور صابر، شاکر خاتون تھیں اور حضورؐ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ حضورؐ کی جدائی سے ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا آپ نے اپنے درد کا اظہار ان اشعار میں کیا جن کا ترجمہ یوں ہے

"یارسولؐ اللہ! آپؐ ہماری امید تھے آپؐ ہمارے محسن تھے ظالم نہ تھے آپؐ رحیم تھے ہدایت کرنے والے اور تعلیم دینے والے تھے آج ہر رونے والے کو آپؐ پر رونا چاہیے۔ رسولؐ اللہ پر میری ماں، خالہ، چچا اور ماموں قربان ہوں پھر میں خود اور میرا مال بھی۔ کاش اللہ ہمارے آقاؐ کو ہمارے درمیان رکھتا تو ہم کیسے خوش قسمت تھے۔

لیکن حکم الٰہی اٹل ہے آپؐ پر اللہ کا سلام ہو اور آپؐ جنات عدن میں داخل ہوں"۔
(تذکار صحابیات ص172،171)

حضرت حسانؓ کا درد میں ڈوبا ہوا یہ شعر صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی آواز بن گیا۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

صحابیاتؓ اپنے محبوب آقاؐ کی کامل اقتدا میں

صحابیاتؓ شجرہ طیبہ بن گئی تھیں۔ انہوں نے اپنے ایمان کے درخت کو اعمال صالحہ کے پانی سے پروان چڑھایا۔ وہ ستاروں کی طرح آج بھی روشنی اور ہدایت کا رستہ دکھا رہی ہیں۔ وہ حضور صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ تربیت میں رہ کر آپؐ سے فیض حاصل کر کے اُمت مسلمہ کیلئے وہ روشن چراغ بن چکی ہیں جن کی روشنی سے آئندہ آنے والی نسلیں قیامت تک اپنا تزکیہ کرتی رہیں گی اور یہ روحانی انقلاب جو صحابیاتؓ کے اندر برپا ہوا تھا وہ ایک کرشمہ تھا اُس فخر دوجہاں انسان کامل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا۔ جس نے انکا سچا تعلق اللہ رب العالمین سے قائم کر دیا تھا انہوں نے تو اس پاک وجود سے حظّ اٹھایا اور اُس صادق وامین کا چہرہ دیکھا تھا جس کے پاک چہرے پر الٰہی نور کی بارش ہوتی تھی۔ وہ جان گئی تھیں کہ

وَجْهُهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِي وَجْهِهٖ وَشُئُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّأْنِ

"آپؐ کے چہرے میں خدا کا چہرہ نمایاں ہے اور خدا کی صفات آپؐ کی اس شان سے جلوہ گر ہو گئیں"

پس ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس عظیم شان کا نبی ہے جس کے فیض کا دامن ہر قسم کے روحانی انعامات سے پُر ہے۔ اس کی کامل اتباع اسکی راہوں کی پیروی آج بھی صالحیت شہادت، صدیقیت اور نبوت کے کمالات سے آراستہ کر سکتی ہے۔ کتنا جانفزا ہے یہ پیغام اور قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ جو خاکسار نے ابتدا میں تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

کہ (اے محمدؐ!) تو لوگوں میں اعلان کر دے کہ اگر تم خدا کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ۔ میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (آل عمران:32)

اس ضمن میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دنیا میں صرف دو زندگیاں قابل تعریف ہیں۔ ایک وہ زندگی جو خود خدائے حیی و قیوم کی مبداء فیض کی زندگی ہے۔ دوسری وہ جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ! ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جس پر ایک زمانے میں آسمان گواہی دیتا رہا اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔ (تریاق القلوب ص11،10)

اِس مبارک نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جسکی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور جس کے دامنِ فیض سے وابستہ رہ کر روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اُس برکت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپؐ کے سوا اَب کوئی راہ نیکی کی نہیں"۔ (الحکم 17 ستمبر 1906)

حضرت مصلح موعودؓ احمدی عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تمہارا ابھی دعویٰ ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائی ہو اور حضرت مسیح موعودؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں گویا دوسرے الفاظ میں تم صحابیاتؓ کی بروز ہو۔ لیکن تم صحیح طور پر بتاؤ کہ کیا تمہارے اندر دین کا وہی جذبہ موجزن ہے جو صحابیات میں تھا کیا تمہارے اندر وہی نور موجود ہے جو صحابیاتؓ میں تھا۔ کیا تمہاری اولادیں ویسی ہی نیک ہیں جیسی صحابیاتؓ کی تھیں۔ اگر تم غور کرو تو تم اپنے آپ کو صحابیاتؓ سے بہت پیچھے پاؤ گی۔ (الازھار لذوات الخمار مرتبہ مریم صدیقہ ص420)

آج ہم حضورؐ سے محبت کا دم بھرتی ہیں اور سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ "مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ" (زرقانی جلد 6 ص285) کہ جب کسی کو کوئی چیز پیاری ہوتی ہے تو وہ کثرت سے اُس کا ذکر کرتا ہے۔

پس آیئے اپنے محسن محبوب پر کثرت اور اخلاص و محبت اور دل کی رقت و سوزش سے درود بھیجیں۔ حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی دلی خواہش کے مطابق کہ "صدق دل سے فضا میں اتنا درود بکھیر اجائے کہ فضا کا ہر ذرہ اس سے مہک جائے"۔
(خطبہ جمعہ 24 فروری 2006)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

خدا کرے کہ ہم آپؐ کے دائمی زندگی بخش پیغام "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (صحیح بخاری کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ 6168)

کہ انسان اُس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے کے عین مطابق آخرت میں بھی آپؐ کے دیدار اور رفاقت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ ہماری زبانیں ہمیشہ اپنے محسن کے احسانات کو یاد کر کے حمد و ثنا کے گیت گاتی رہیں۔ ہمارے دل ہمیشہ اُس جاہ و جلال والے نبی کی محبت سے پُر رہیں۔ ہم ہمیشہ قرآن مجید کی محبت سے تلاوت کرنے والیاں ہوں۔ اور ہمارے اخلاق و کردار قرآن مجید کے مطابق ہوں۔ ہم آپکی عبادت کے نمونوں سے اپنی عبادت کے محل تعمیر کرنے والیاں اور آپؐ کے شمائل حسنہ سے اپنی زندگی کو زینت دینے والیاں بنیں۔ ہم آپؐ کے صحابہؓ اور صحابیاتؓ سے محبت رکھیں کیونکہ ان سے محبت رکھنا محبت رسولؐ ہے اور محبت رسول میں محبت الٰہی مضمر ہے۔

يَا رَبِّ فَارْحَمْنَا بِصَحْبِ نَبِيِّنَا
وَاغْفِرْ وَاَنْتَ اللّٰهُ ذُوالْآءِ (القصائد الاحمدیہ 199)

"اے میرے رب! ہم پر بھی نبی کے صحابہؓ کے طفیل رحم کر اور ہماری

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بد گمان سے

ڈاکٹر سیدہ شہزادہ پروین-----ایئر ڈری، کیلگری

سورہ الحجرات آیت 13 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔"

بد گمانی انسان کے دل میں بیج کی طرح داخل ہوتی ہے اور اگر اس کو بڑھنے کا موقع دیا جاتا رہے تو آہستہ آہستہ یہ درخت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جس طرح جسمانی بیماریاں ہوتی ہیں اسی طرح روحانی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ ان روحانی بیماریوں میں بد گمانی سب سے پہلے نمبر پر آتی ہے۔

پیاری بہنو! یہ ایک ایسی بیماری ہے جس نے ہمارے دلوں پر اور پورے معاشرے پر بہت منفی اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ گھریلو جھگڑے جو کہ موجودہ دور میں پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے ہیں ان کی اصل وجہ بد گمانی ہی ہے۔

تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب بد گمانی نے بڑھتے بڑھتے ایک درخت کی صورت اختیار کی تو اس کی بہت سی شاخیں نکل آئیں۔ مثلاً ان میں کینہ، حسد، بغض، غیبت اور بہتان تراشی وغیرہ شامل ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں انکی اپنی الگ الگ پہچان ہے۔ بد گمانی کسی کے بارے میں غلط خیال، بری سوچ رکھنا ہے۔ بعض دفعہ بد گمانی ایک ایسا منفی خیال بن جاتا ہے کہ جس کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ کسی نے ہمارے بارے میں نہ تو ہم سے کچھ کہا ہوتا ہے اور نہ ہی سوچا ہوتا ہے لیکن ہم خود ہی اس کے بارے میں کوئی ایسی بات سوچ لیتے ہیں اور کوئی منفی خیال گھڑ لیتے ہیں جو کہ ہمارا اپنا پیدا کردہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مسائل کی بڑی وجہ بد گمانی ہے۔

ہمارے خاندانی نظام جن کی ابتدا ابھی ہونے والی ہوتی ہے اور بعض جگہ ابتداء ہو چکی ہوتی ہے اور بعض جگہ معاملات بہت آگے بھی جا چکے ہوتے ہیں اگر کوئی ایسا خیال ظاہر کر دیا جائے جس سے خاندانوں میں منفی اثرات پیدا ہو سکتے ہیں تو وہ خاندانوں کے درمیان شک پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو یعنی شک پیدا ہونے کے بعد جو بھی صورت حال پیش آ رہی ہے اس کو مزید جاننے کی جستجو پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے تجسس اور بھی بڑھنے لگتا ہے دوسروں کی غلطیاں ہمیں نظر آنے لگتی ہیں تو پھر ہم ان کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بات کچھ اور ہوتی ہے لیکن جب ہم اسے بیان کرتے ہیں تو ہم اسے اپنے رنگ میں بیان کرتے ہیں اور اپنی سوچ کا رنگ پہناتے ہیں۔ اس طرح وہ بات لوگوں کے دلوں میں فاصلہ پیدا کر دیتی ہے جس سے خاندان اور رشتے ٹوٹنے لگ جاتے ہیں۔

سو اصلاحِ نفس کے اس پہلو کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ کوئی بُرائی ایسی نہیں جس سے چھٹکارا نہ پانے کے لئے اُسے چھوٹا خیال کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

"بد ظنی سے بچو کیونکہ بد ظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے اور بد ظنی ایک ایسی چیز ہے جو بسا اوقات ہمارے معاشرے میں اتنی پائی جاتی ہے کہ بد ظنی کے بعد پھر اور کہانیاں بنتی چلی جاتی ہیں اور انسان کہتا ہے کہ فلاں نے یہ کہا، یوں کیا ہو گا اور بعض دفعہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ایک اس سلسلہ میں تحقیق میں نے کی۔ ایک شخص نے ایک ایسی بات کسی کے متعلق بیان کی جو میرے علم میں تھی کہ بالکل جھوٹ ہے اور جب میں نے جواب طلبی کی تو عجیب و غریب خط آیا کہ اس نے جو فلاں بات کی تھی اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ یُوں کی ہو گی۔۔۔۔ اس لئے میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ اب دیکھیں رسول کریمؐ فرماتے ہیں، یہ سارا بدترین جھوٹ ہے۔ تمہیں کس طرح پتہ لگا کہ اس نے کس نیت سے بات کی تھی"۔ (خطباتِ طاہر جلد 13 صفحہ 895)

حدیث میں آتا ہے "کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کر دے"۔ (مسلم باب النہی)

آج ہمارے معاشرے میں انتشار کا جو عالم ہے اس میں بد گمانی کا کردار بہت اہم ہے اور جس کی بنیادی وجہ بلا تحقیق و تصدیق کسی کی بات کو بڑھا چڑھا کر آگے بیان کر دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں سماجی، معاشرتی، معاشی، اقتصادی اور سیاسی سطح پر غلط قسم کا پروپیگنڈا کر کے اور ایک دوسرے کے خلاف باتیں کر کے بد ظنی پھیلا کر معاشرے میں افراتفری کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا شاید وہ بدنہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما
شاید تمہارے فہم کا ہی کچھ قصور ہو شاید وہ آزمائش ربِّ غفور ہو
(دُرِّ ثمین صفحہ 82)

(بقیہ صفحہ 28 پر)

دُعا اور صبر

شہناز منہاس---ویسٹن از لنگٹن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام فرماتے ہیں

''جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔ (کشتی نوح صفحہ 17) اسی طرح آپ مزید فرماتے ہیں ''جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا۔۔۔جب تُو دعا کے لئے کھڑا ہو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے، تب تیری دعا منظور ہو گی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا۔'' (کشتی نوح صفحہ 21)

دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ ''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے''۔

(البقرہ:187)

یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعے ملتا ہے اور کبھی کشف اور کبھی الہام کے واسطے سے۔ علاوہ ازیں دعاؤں کے ذریعے خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔

قبولیت دعا کسی خاص بندے کے لئے مخصوص نہیں، یہ نعمت عام ہے مگر بعض لوگ اس حقیقت کو سمجھتے نہیں۔ قبولیت دعا کے بہت سے طریق ہیں۔ مثلاً اگر دن ہے تو جنگل میں چلا جائے۔ رات کے وقت جب سب سو رہے ہوں سوز و گداز سے انسان خدا کے آستانہ پر گر کر دعا کرے۔ سجدے میں بندہ خدا کے بہت قریب ہوتا ہے۔ ہر عسر یا یسر میں خدا کے آگے جھک جانا چاہیئے۔ خدا سے ہی مدد مانگنی چاہیئے اور اس کی رضا پر ہر حال میں راضی رہنا چاہیئے۔ کسی بھی بات پر انسان کو فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ بات اللہ کو بالکل پسند نہیں۔ اس کے ہر فضل پر شکر ادا کرنا چاہیئے. وہ شکر کرنے پر اور بھی فضل فرماتا ہے۔

اب میں اپنے تجربے سے جو میری اپنی زندگی کے دعا کے معجزات ہیں وہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔ دعا کے ذریعے ظہور پذیر ان معجزوں کی وجہ سے خدا کی ہستی پر میرا یقین اور بھی پختہ ہو گیا۔ میرا سچا اور پکے وعدوں والا خدا فرماتا ہے کہ واستعینو باالصبر والصلواۃ (البقرہ:46) کہ جب کوئی آزمائش، مصیبت یا کوئی بھی مشکل آتی ہے تو صبر اور دعا سے کام لیتے ہوئے اس کی طرف جھک جاؤ اور پھر دیکھو وہ تمہاری ہر مشکل کو اپنا فضل فرماتے ہوئے کیسے آسان کر دے گا۔ میری زندگی میں امتحان اور آزمائشیں بہت آئیں لیکن اللہ نے محض اپنے فضل سے ہمیشہ مجھے ثابت قدم رکھا۔ صبر دیا اور دعا کے طفیل ہر آزمائش کے بعد معجزے دکھائے۔ شکر الحمدللہ۔

ہم چھ بہنیں ہیں سب سے چھوٹی بہن سوا سال کی تھی جب ہمارے ابا جان عین جوانی میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون (اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین)۔۔ ابا جان کی وفات کے ساتھ ہم پر محرومیوں اور غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، خاص طور پر ہماری امی جان پر۔ جنہوں نے نہایت صبر، ہمت اور حوصلے کے ساتھ حالات کی سختیوں کو برداشت کیا۔ ساری زندگی ہم والد کے پیار کے احساس کو ترستے رہتے کہ والد کے پیار کا کیا ذائقہ ہوتا ہے۔ دنیا والے جو سلوک یتیموں کے ساتھ روا رکھتے ہیں وہ ہم سے بھی ہوا لیکن ہماری پیاری، بہادر اور ہمت والی ماں نے ہمیں بہت پیار دیا ہماری اچھی تربیت کی۔ ان سب مشکلات کا لمحہ لمحہ ہمیں یاد ہے جو ہماری پرورش کے دوران ہماری امی جان کو سامنا کرنا پڑا اور ہر آزمائش کا وقت انتہائی ہمت، صبر، ثابت قدمی اور راضی بہ رضا رہتے ہوئے گزارا۔ کبھی ہمارے سامنے اپنے دکھوں کا اظہار نہ کیا۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے گھر سے پُر امید رہیں۔ جب بندہ اپنے اللہ پر یقین رکھتا ہے اس رضا پہ راضی رہتا ہے تو خدا بھی مدد کرتا ہے۔ بیشک اس نے اپنا یہ وعدہ ہمارے ساتھ بھی نبھایا۔ ہماری ماں کو اللہ تعالیٰ نے سوائے اپنی ذات کے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ ساری ذمہ داریوں کو احسن طریق سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ میرا مولا میری والدہ کو اجر عظیم دے اور صحت والی زندگی دے۔ آمین۔

اب میں پھر اپنی زندگی کے دعا کے معجزات کی طرف آتی ہوں۔ شادی کے تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی جیسی رحمت سے نوازا۔ پھر بارہ سال ہو گئے کوئی بچہ نہ ہوا۔ جس کی مجھے بہت کمی محسوس ہوتی تھی لیکن میں خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئی تھی۔ مجھے بہت قلق تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے کیونکہ پہلے ہی میری زندگی ادھوری تھی کیونکہ نہ بھائی تھا نہ باپ۔ بس خدا سے ہر وقت یہی دعا تھی کہ قادر خدا معجزانہ رنگ میں ایک بیٹا عطا فرمائے۔ دوسروں کو بھی دعا کے لئے کہتی۔ خدا نے اپنے فضل سے میری دعا قبول کی۔ اس نے دعا کا معجزہ دکھایا اور مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ الحمدللہ۔ بیٹے کے

پیدا ہونے سے پہلے ہم نے اسے وقف کرنے کی نیت کی ہوئی تھی۔ چنانچہ 20 مارچ کو بیٹے کی پیدائش ہوئی اور 3 اپریل کو حضور نے وقف کی تحریک کا آغاز فرمایا۔ میرے میاں نے حضور کی خدمت میں قبولیت وقف کا خط لکھا جس کو حضور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور اس کا نام عطاء الرؤف ناصر رکھا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کو نیک اور خادم دین بنائے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے اور وقف والی خوبیاں پیدا کرے۔ آمین۔

میری بیٹی کی شادی میرے بھانجے کے ساتھ ہوئی جو کہ اب اپنے بچوں سمیت کینیڈا میں مقیم ہے۔ بیٹے کا نکاح بھی کینیڈا میں ہی اپنی بھانجی کے ساتھ کیا۔ اب ہمارا ارادہ ہوا کہ ہم بھی اپنے بچوں کے پاس کینیڈا چلے جائیں کیونکہ اب بچوں کے بغیر پاکستان میں رہنا مشکل نظر آتا تھا۔ اسی خیال کے پیش نظر میں ابھی لندن میں ہی تھی کہ ٹھیک ایک مہینہ کے بعد میرے میاں بہت بیمار ہوگئے۔ شوگر کا مرض تو ان کو ایک عرصہ دراز سے تھا ہی لیکن اب اچانک ان کی ٹانگ میں پاؤں تک انفیکشن ہوگیا۔ جس کی وجہ سے سرجری کرنی پڑی۔ اس کے بعد اور بہت سی بیماریوں نے حملہ کر دیا۔ گردوں کی تکلیف، نمونیہ، دل کی تکلیف غرض یہ کہ ایک مرض کی دوا دینے سے دوسری کو نقصان پہنچتا۔ اور ٹانگ کا زخم اتنا گہرا ہوتا گیا کہ ڈاکٹر کہنے لگے کہ ٹانگ کاٹنی پڑے گی۔ میں ان تمام حالات میں دور دیس میں بے بس و لاچار بیٹھی تھی۔ دن رات سکون و چین ندارد۔ بڑی پریشانی کی حالت تھی ایسے میں بس دعا ہی کا چارہ تھا جو کہ سب سے بڑی طاقت تھی۔ دن میں جنگل کو نکل جاتی جب کہ رات کو اپنے غفور الرحیم خدا کے سامنے تضرع اور آہ و زاری کے ساتھ ان کی صحت کے لئے دعائیں کرتی۔ حضور کی خدمت میں بلاناغہ دعا کے لئے خط لکھتی۔ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو بھی دعا کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا اللہ فضل فرمائے گا۔ حضور کے منہ سے نکلے ہوئے مبارک الفاظ پورے ہوئے اور ایک بظاہر ناممکن چیز سے خدا نے محض اپنے خاص فضل کے طفیل دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے صحت کاملہ عطا فرمائی۔ الحمدللہ۔ یہ دعا کا دوسرا معجزہ خدا نے مجھے دکھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے اے میرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو

تیسرا معجزہ دعا کا کینیڈا میں آنے کے بعد اسائلم کیس میں انٹرویو سے پہلے وکیل کے پوچھے جانے والے ممکنہ سوالات کے متعلق ہے۔ جب مجھے اس بارے میں بتایا گیا تو گھر آکر بہت فکر لاحق ہوئی۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ میں تو اُس وقت بھول جاؤں گی کہ کیا جواب دینا ہے۔ میں اپنے خدشات بتا رہی تھی کہ میرا بھانجا ازراہ مذاق کہنے لگا خالہ اگر آپ کو جواب نہ آیا تو رونے لگ جایئے گا۔ میری زبان سے قدرتاً یہ الفاظ نکلے کہ میں بندوں کے آگے رونے کی بجائے اپنے خدا کے آگے روؤں گی اور یہ دعا کروں گی کہ انٹرویو لینے والا بندہ ایسا ہو جو سوال ہی نہ کرے۔ اللہ نے میری دعا ایسی قبول کی کہ جج نے کوئی سوال بھی نہ کیا۔ وکیل کہنے لگی میری پروفیشنل زندگی کا یہ پہلا انٹرویو ہے جو اتنا مختصر ہوا۔ خدا تعالیٰ نے میری مدد کی اور کیس پاس ہوگیا۔ الحمدللہ۔

میرا کیس پاس ہوگیا اور پی آر کارڈ ملنے کے بعد میں پاکستان چلی گئی۔ بہت خوش تھی۔ دوران سفر جہاز میں بہت رو رو کر دعائیں کیں خدا کا شکر ادا کیا کہ اے خدا تو نے اپنے فضل سے میرے میاں کو زندگی و صحت دی اور یہ دن دکھایا کہ میں بخیر و عافیت اپنے میاں کو ملوں گی۔ ایئرپورٹ پر وہ مجھے ملنے آئے ہوئے تھے اور بہت خوش تھے۔ ہمیں اس بات کی بہت خوشی ہوئی کہ خدا نے اب ہماری جدائی ختم کر دی۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جس کی ہمیں خبر ہی نہ تھی۔ ابھی ہمیں اکٹھے ہوئے ڈیڑھ ماہ ہی گزرا تھا کہ میرے شوہر اپنی بھتیجی کی شادی میں شرکت کے لئے سرگودھا گئے تھے کہ رات بارہ بجے اچانک ان کو دل کا دورہ پڑا جو کہ جان لیوا ثابت ہوا اور وہ صبح چار بجے اللہ کے حضور حاضر ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

نماز جنازہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں انجام پائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں نماز جنازہ غائب ادا کی۔

وفات کے وقت سب لوگوں کی زبان پر یہی تھا کہ جو اُن کی زندگی کے لئے میں نے دعائیں مانگی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور معجزانہ رنگ میں صحت یابی عطا فرمائی۔ جب وہ بیمار تھے تو دل میں ہر وقت یہ دعا تھی کہ اے قادر و قدیر خدا میری غیر موجودگی میں کوئی سانحہ نہ ہو جائے جس کی خلش مرتے دم تک نہ جائے۔ پس خدا نے مجھ عاجز و مضطر کی دعا سنی اور جب وفات ہوئی تو میں ان کے پاس کھڑی تھی۔ خدا نے اپنے فضل سے مجھے ہمت و حوصلہ دیا اور میت سرگودھا سے ربوہ لے جائی گئی۔ بیٹا تب بہاولپور میں اپنے امتحانات دے رہا تھا وہ ربوہ پہنچ گیا اور ان کے آخری کام سارے اُس نے کئے۔ کہنے لگا امی فکر نہ کریں خدا نے ابو جان کے سب کام اپنے فضل سے آسان کر دیئے ہیں۔

خداوند کریم سے دعا ہے کہ میرے میاں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کی قربانیوں اور نیکیوں کا احسن بدلہ دے۔ ان کے بچوں میں اپنے باپ کی خوبیاں پیدا کرے۔ باپ کی دعائیں زندگی کے ہر موڑ پر ان بچوں کے کام آئیں نیک اور پاک نسل چلائے۔ اے میرے خدا ایسا ہی کر۔ آمین یارب العالمین۔

مجھے کسی بات پر فخر نہیں ہے۔ محض یہ میرے خدا کا فضل ہے۔ میں تو ایک کمزور، ناچیز اور ناسمجھ ہوں اس کے فضل سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں اپنے بچوں کی طرف سے بہت خوش ہوں۔ اللہ انہیں ہمیشہ نیکیوں میں آگے بڑھائے۔ آمین

جن پر پڑیں فرشتوں کی رشک سے نگاہیں

اے میرے محسن ایسے انسان مجھ کو دے دے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عاجز اور کمزور بندی کو تمام احسانات کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ مزید کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ بچوں کی خوشیاں دکھائے۔ مولا ہر ماں کی ممتا ٹھنڈی رکھے۔ ہر برائی سے بچائے نیکی کی توفیق دے۔ اُس فضل کے بغیر کچھ نہیں۔ اپنی رحمت سے انجام بخیر کرے۔ آمین یارب العالمین۔

جلسہ سالانہ کینیڈا 2016ء کی چند خوبصورت یادیں

قدسیہ محمود سردار---لاہور، پاکستان

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ منعقدہ 7 تا 9 اکتوبر 2016ء میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفسِ نفیس شرکت کی وجہ سے اس بابرکت جلسہ کی اہمیت بہت بڑھ گئی تھی۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ چھٹا دورہ اس لیئے بھی بڑی اہمیت کا حامل تھا کہ جماعت احمدیہ کینیڈا اپنے قیام کے پچاس سال مکمل کر رہی تھی۔ یہ جلسہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک خوبصورت نشان تھا۔ اس میں پوری دنیا سے اکٹھے ہونے والے احمدیوں میں مختلف قومیتوں، رنگ و نسل، عمر اور طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ اس جلسہ میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرانے، افتتاحی دعا اور خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ کا افتتاح فرمایا اور پُر معارف، پُر اثر، روحانی و دینی تعلیمات سے لبریز خطابات فرمائے۔ جلسہ کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر ہم جلسوں کے تمام خطابات پر سچے دل سے عمل کریں تو تمام معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ جوش و جذبہ، پیار و محبت کی فضا سے معمور یہ تین دن گویا خدا تعالیٰ کا ایک حسین معجزہ تھے۔ لگتا تھا یہ دنیا ہی کوئی اور ہے۔ (ہم پاکستان سے جانے والوں کو خاص طور پر!!)

میرے ذہن میں بچپن کے ربوہ کے خوبصورت جلسوں کی یاد تازہ ہو گئی۔ جب ہم پورا سال جلسہ کے دِنوں کا انتظار کرتے تھے۔ یہ شائد 1980ء کی دہائی کے شروع کے سالوں کی بات ہے۔ ربوہ کی پیاری، مقدس بستی میں ہمیں پیار و محبت، اخوت و بھائی چارہ، سادگی و قناعت، مہمان داری، احسان و اپنائیت اور شوق و جذبہ کے سارے رنگ اپنی پوری خوبصورتی سے نظر آتے تھے۔

چند خوبصورت یادیں جو آج بھی ذہن میں تازہ ہیں آپ کو بتاتی چلوں!

میرے والد صاحب (مکرم محمد یوسف سلیم ملک صاحب سابق انچارج صیغہ ڈُود نویسی ربوہ) اللہ کے فضل سے وقف زندگی ہیں۔ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ایک گھر میں ہماری چھوٹی سی جنت تھی۔ جلسہ کے دنوں میں سب گھروں میں لنگر خانے سے چھوٹی بالٹیوں میں آلو گوشت اور دال آتی تھی۔ کتنے برس بیت گئے مگر اُن کھانوں کی لذت آج تک نہیں بھولی۔ جیسے ہی جلسہ کے دن قریب آتے تو ہمیں اپنے کمرے بلکہ پورا گھر خالی کرنا پڑتا۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کیلئے۔ امی ہم سب بہن بھائیوں کے بستر سٹور روم میں لگوا دیتی تھیں۔ ہمارا بستر دسمبر کی سخت سردی میں پرالی کے اوپر چادر، رضائی ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج آرام دِہ بستر میسر ہیں مگر وہ بستر آج بھی یاد آتے ہیں۔ پھر وقت بدلا، حالات بدلے، زندگی کے قاعدہ و قانون کے تحت بہت کچھ بدل گیا۔ نہیں بدلے تو خدائی جماعت کے لوگوں کے جذبے، جو اُسی طرح قائم ہیں جو میں نے بچپن میں ربوہ کے جلسوں میں دیکھے تھے۔ کینیڈا کا یہ جلسہ بھی بہت کامیاب اور یادگار جلسہ تھا کینیڈا کی پوری جماعت نے بے حد محنت کے ساتھ جماعت کی اعلیٰ روایات کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی محبت و ایثار قربانی اور بے نفسی کے جذبے کے ساتھ خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کے مبارک شب و روز

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ دورہ خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں و برکتوں کا حامل ٹھہرا، آپ نے 3 بیوت کا افتتاح فرمایا۔ ٹورانٹو اور کیلگری میں 2 پریس سمپوزیم ہوئے۔ کینیڈا پارلیمنٹ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ حضور اقدس کی خدمت میں یارک یونیورسٹی کی طرف سے استقبالیہ پیش کیا گیا۔

عقل حیران ہے، سوچ گم سی ہے کہ مصداق میں سوچ رہی ہوں کہاں سے شروع کروں۔ میرا ٹورانٹو میں دو ڈھائی ہفتے قیام رہا۔ اس دوران میں باقاعدگی سے اپنے اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ دوپہر کو بیت الاسلام۔ پیس ویلج آجاتی تھی۔ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں باجماعت نمازیں ادا کرنے کا بھرپور موقع ملا۔ نماز عشاء پڑھ کر بڑا بیٹا احسان (جو اپنی پڑھائی کے سلسلہ میں وہاں مقیم ہے) ہمیں pick کر لیتا تھا۔ اِن دنوں نے مجھے پھر ربوہ کی یاد دلادی۔ پیس ویلج کی فضا گویا رنگ و نور سے بھر گئی تھی۔ ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنی رہائش گاہ سے مسجد بیت الاسلام آتے جاتے دیکھتے تھے۔ وہاں مجھے پہلی دفعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی مصروفیات میں سے چند لمحات دیکھنے کا موقع ملا۔ اس نظارہ کو دیکھنے سے مجھے تاریخِ اسلام کے وہ زرّیں ادوار یاد آگئے جہاں خلفائے راشدین کی زندگی کا ہر لمحہ اپنی اُمت کے لئے وقف ہوتا تھا۔ اسی طرح قابلِ صد احترام آقا پوری جماعت کے لیئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ انتھک محنت کرتا ہوا آپ کے بابرکت وجود کا ایک ایک لمحہ جماعت کے لئے وقف ہے خدا تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی والی، لمبی عمر عطا فرمائے۔ تائیدِ الٰہی ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو (آمین)۔ پس اگر ہم نے خلافت سے وابستگی کا دعویٰ کیا ہے تو پھر حضور اقدس کے ہر حکم پر لبیک کہنا ہوگا۔ اللہ کے فضل سے تبھی فلاح ہمارا مقدر بن سکتی ہے۔

آپکی کچھ مصروفیات بیان کرتی ہوں۔ ان دنوں پیس ویلج کی خوش قسمتی عروج پر تھی۔ جلسہ سے پہلے حضور اقدس نے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ کارکنان جلسہ سے خطاب فرمایا۔ احبابِ جماعت کی حضور اقدس کے ساتھ صبح شام فیملی ملاقاتیں ہوتی تھیں حضور اقدس کی خدمت میں روزانہ ربوہ، قادیان اور دنیا کے مختلف ممالک اور جماعتوں سے ڈاک، خطوط اور رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔ حضور اقدس انہیں ملاحظہ فرما کر ہدایات سے نوازتے۔ نماز عشاء سے پہلے بچیوں اور بچوں کی آمین کی تقریب بھی ہوتی تھی۔ حضور اقدس نے کالجز اور یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کے ساتھ کلاسز بھی لیں اور ان کو اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا۔ نکاحوں کے اعلان بھی فرمائے۔ 21 اکتوبر کو بیعت کی تقریب ہوئی۔ جامعہ احمدیہ کے پروگرام میں شرکت فرمائی۔ واقفینِ نو بچوں اور بچیوں کے ساتھ بھی کلاسز کا انعقاد ہوا۔ احباب جماعت آپ کے خطباتِ جمعہ سے بھی مستفیض ہوئے۔ حضور اقدس نے پریس اور میڈیا کو بھی وقت دیا۔ میں وہاں سوچتی رہی ہمارے قابلِ صد احترام امام آرام کب فرماتے ہونگے۔ 10 اکتوبر کو ازراہِ شفقت ہمیں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرفِ ملاقات بخشا۔ الحمدللہ۔

امن کی وادی پیس ویلج (Peace Village) کی رونقیں

یارک (York) ریجن میں مسجد بیت الاسلام، ایوان طاہر، جامعہ احمدیہ اور اس کے اردگرد ملحقہ آبادی پیس ویلج کہلاتی ہے۔ اس امن کی بستی اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں ایک ہزار سے زائد احمدی خاندان آباد ہیں۔ حضور اقدس کی آمد پر اس بستی کے مکینوں نے اس کو بہت خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا۔ اس بستی کا سب سے بڑا اعزاز یہ تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ اس کے اندر تھی۔ پیس ویلج کی سڑکوں، گلیوں کے نام خلفائے احمدیت، بزرگانِ سلسلہ کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ جب آپ ان گلیوں میں پھرتے ہیں تو سچ مُچ آپ کو ربوہ کی یاد آجاتی ہے۔ اس پرائے ملک کی پرائی مٹی میں آپ کو اپنا پن، اخوت، اخلاص و وفا محبت و یگانگت اور مذہبی آزادی کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ حضور اقدس کی آمد پر اس بستی کی چھب ہی نرالی تھی۔ جیسے کوئی چراغاں کا سا سماں ہو۔ عجیب ہی نور کی برسات تھی۔ فضا بھی گویا خوشی و فتح کے گیت گا رہی ہو۔

پیس ویلج میں لنگر خانے کا انتظام ربوہ کے دارالضیافت کی یاد دِلا رہا تھا۔ میرا چھ سالہ چھوٹا بیٹا احمد جو کہ کھانے پینے میں مجھے بہت تنگ کرتا ہے۔ وہاں وہ سارے دن لنگر کی دال روٹی اور چائے بہت شوق سے لیتا رہا۔ ہم چونکہ پاکستان سے جلسہ میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے تو اذان کی آواز سُننے پر یقین نہیں آتا تھا کہ ہم اپنی مسجد سے آنے والی آواز میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیئے بُلائے جارہے ہیں۔

آخر میں یہی کہوں گی، اے سرزمینِ کینیڈا! تو بڑی خوش قسمت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم یہاں پڑے۔ حضور اقدس کا یہ دورہ بھی گزشتہ دوروں کی طرح غیر معمولی برکتوں، فضلوں اور کامیابیوں کا حامل دورہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیش گوئیوں کے عین مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت فتح و کامرانی کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تاریخ ساز، بابرکت دورہ اسکی ایک روشن مثال ہے۔ الحمدللہ۔

ایم۔ٹی۔اے کے 25 سال

عطیہ عارف------ویسٹن ساؤتھ

ذرا 25 سال پیچھے جھانکیں جب ایم۔ٹی۔اے کا وجود نہ تھا اور ہمارے امام جماعت بھی پاکستان سے ہجرت فرما کر لندن آ گئے تھے۔ ہمیں ایسے لگتا تھا کہ جیسے بے سرو سامان اور سایہ شفقت و محبت سے عاری ہو گئے ہیں۔ پیار کی چھت ہمارے سروں سے گر گئی ہے۔ ہم حضور کی آواز سننے کے لیے بے تاب رہتے تھے۔

میری بیٹی جو اُس وقت صرف دس گیارہ سال کی تھی وہ ہر بات کو ایک تصوراتی دنیا میں دیکھتی تھی۔ جیسا کہ اُس وقت ٹی وی پر نیلام گھر کا بہت چرچا تھا میرے بچوں نے دینی معلومات کتابچہ کے بہت سے سوال یاد کر رکھے تھے۔ وہ مل کر نیلام گھر کرتے اور دینی سوال کرتے۔ گھر کے پردے کے پیچھے سے وہ باہر آ کر مخاطب کرتی، اب آپ دیکھیں گے احمدیوں کا نیلام گھر اور پھر بھائی ناصر کو دعوت دیتی کہ آپ ہم سے سوال جواب کا سلسلہ شروع کریں۔ درمیان میں ناصرات کی نظم اور ترانہ کی بھی اناؤنسمنٹس کرتی۔ وہ نظم بہت اچھی پڑھتی تھی اور قادیان کے بارے میں نظم تو بہت ہی پیاری پڑھتی تھی کہ لجنہ میں بھی اُسی کو نظم سنانے کا کہتے۔ بہر حال آخر میں وہی اندازِ احمدیت کہ اب ہم دُعا کرتے ہیں اور نیلام گھر ختم کرتے ہیں۔ اُس کے اِس معصوم انداز پر دل سے دعا کرتی کہ خدایا کبھی ہمیں بھی ٹی وی پر کوئی ایسے دیکھے گا۔

جب وہ نویں جماعت میں ہوئی تو اس کا یہ خواب حقیقت میں بدل گیا۔ اور حلقہ گلبرگ کے جماعتی سنٹر میں ڈش انٹینا لگوایا گیا جس پر پہلا خطاب سنا تھا۔ ہر گھر ہر فرد کے جذبات ایک دوسرے سے مختلف نہ تھے ایک الگ ہی شوق، ایک جذبہ تھا، سارا حلقہ سنٹر میں جمع تھا۔ جب ٹی وی لگایا تو ہر فرد فرطِ حیرت کی تصویر بنا تھا۔ حضور کا خطبہ شروع ہونے پر رونگٹے تو کھڑے ہی تھے آنکھیں بھی ساون بہار ہی تھیں۔ یہ آنسو خوشی، حیرت، محبتِ امام کے ملے جلے جذبات سے بہہ رہے تھے۔ میری بیٹی اپنی جگہ سے اُٹھ کر جلدی سے ٹی وی کے قریب سکرین کو ہاتھ لگا کر چومنے لگی۔ اُس کی اس ادا سے تشنگی اور بڑھ گئی۔ مگر یہ وہ حقیقت تھی جسے ہم خواب سمجھتے تھے، آج خواب پورے ہو گئے۔ پاکستان سے حضور ہجرت کر کے آ گئے تھے مگر ایم ٹی اے کے آغاز سے پاکستان کے ہر احمدی کے دل میں محبتوں کے چراغ جل گئے۔

میرے حلقہ میں، میرا گھر نماز سنٹر تھا۔ جب ہم نے گھر میں ایم ٹی اے لگایا اور احباب جماعت پہلا خطبہ سننے آئے تو جو خوشی اور جذباتِ محبت کے احساسات بڑوں اور بچوں میں دیکھے بیان سے باہر ہیں۔ خوشی کے رنگ میں ہر ایک کو مٹھائیاں تقسیم کیں اور مبارکباد پیش کی گئیں کہ حضور ہر گھر میں آ گئے ہیں۔ یہ نعمت ہمارے لیے اس صدی کی سب بہترین قیمتی اور کارآمد نعمت ہے۔ ہر ہفتہ ہم حضور کے تازہ خطبات سنتے ہیں اور دنیا میں ہونے والے تمام جماعتِ احمدیہ کے جلسوں کی کاروائی دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم ایم ٹی اے کو باقاعدگی سے سننے والے بنیں اور بچوں کو بھی عادت ڈالیں کہ حضور کا خطبہ سن کر اس پر عمل کرنے والے بنیں۔ آمین۔

(بقیہ از صفحہ 23)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں مسکرانے کی تحریک اسی لئے فرمائی ہے کہ ہم اپنے اندر ایک پُر فضا ماحول پیدا کریں جس سے ہمارا معاشرہ جگمگا اٹھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے پانچ بنیادی اخلاق میں سے ایک وسعت حوصلہ کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اگر کوئی ہمیں کسی کے خلاف کچھ سکھا رہا ہے تو ہم اس کی باتوں کا اثر نہ لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے "محبت سب کے لئے نفرت کسی کے لئے نہیں" کا عظیم الشان پیغام دیا ہے جسے ہم نے ساری دنیا میں پھیلانا ہے۔ ہمیں دوسروں کے اندر برائیاں نہیں تلاش کرنی بلکہ ایک جنت نظیر معاشرے کا قیام عمل میں لانا ہے۔ کیونکہ ہماری جماعت کے قیام کا مقصد ہی جنت نظیر معاشرہ قائم کرنا ہے۔

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بد گمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے
بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(دُرِّ ثمین)

صفحہ تیار کردہ: طاہرہ نسیم۔ ریکسڈیل

صفحہ ناصرات

بیربل کا مشورہ اور خزانہ

پیاری بچیو! آپ سب بیربل کے نام سے واقف ہوں گی۔ جی ہاں وہ مغل بادشاہ اکبر کا وزیر تھا۔ وہ بہت زیرک تھا۔ ہمیشہ ہر مسئلے کا حل چٹکیوں میں پیش کر دیتا تھا۔ ایک دن تین بھائی اکبر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ پچھلے دنوں ہمارے باپ کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے ترکے میں بیشمار مال و دولت چھوڑا ہے لیکن وہ اسے ایک جگہ محفوظ کر گئے ہیں۔ اور وصیت کی ہے کہ جو اس خزانے تک سب سے آخر میں اپنے گھوڑے دوڑاتا ہوا پہنچے گا خزانہ اس کا ہو گا اور وہ اپنی مرضی سے باقی دو کو کچھ دے سکتا ہے۔ ہمارے پاس صرف تین گھوڑے ہیں سفید، سیاہ اور خاکی رنگ کے۔ اکبر نے کہا، یہ تو سنا تھا کہ کوئی کسی جگہ سب سے پہلے پہنچے تو وہ چیز اُسکی ہو گی لیکن آخر میں پہنچنا کس طرح ممکن ہے۔۔۔۔ بیربل تم اس مسئلے کو حل کرو کہ کیسے جو سب سے بعد میں اپنے گھوڑے پر پہنچے گا وہ خزانے کا مالک ہو گا۔ بیربل مسکرایا اور کہا یہ کون سا مشکل کام ہے اور بادشاہ کے کان میں کھسر پھسر کی۔ بادشاہ سُن کر خوش ہوا اور اس نے تینوں بھائیوں کو بیربل کا پیش کردہ حل سنایا وہ خوشی خوشی واپس گئے اور ان میں سے ایک بھائی خزانے کا مالک بنا جس نے باقی دو بھائیوں کو بھی ان کا مناسب حصہ دے دیا۔

سوال

آپ کے خیال میں بیربل نے کیا حل پیش کیا تھا؟

زیرک، چٹکیوں میں، وصیت، کھسر پھسر کے معنی اردو لغت میں تلاش کریں اور انہیں اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

جواب

تینوں بھائیوں کے پاس اپنے اپنے گھوڑے تھے سفید، سیاہ اور خاکی، بیربل نے انہیں اپنے گھوڑے آپس میں تبدیل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس طرح جو شخص سب سے تیز دوڑے گا وہ پہلے پہنچے گا اور اس کا گھوڑا (جو کہ دوسرے بھائی کے پاس ہے) بعد میں پہنچے گا یوں شرط وصیت پوری ہو جائے گی۔

رنگ باتیں کریں

آپ کو پتہ ہے کہ دنیا کتنے رنگوں سے بھری ہوئی ہے؟ بے شمار لیکن بنیادی رنگ صرف تین ہیں۔ سرخ، نیلا اور پیلا۔ باقی تمام رنگ ان تین رنگوں کے ملانے سے ہی بنتے ہیں۔ ذرا ان رنگوں کو ملایئے اور ان کے جوابات ڈھونڈیے۔

1. سرخ اور سبز
2. سرخ اور نیلا
3. نیلا اور پیلا
4. سرخ اور پیلا

ا	ب	پ	ی	ل	ا	ج	چ	ح
خ	ب	د	پ	ر	پ	ل	ڈ	ذ
ر	ک	ر	گ	ل	م	س	ا	ا
س	ب	ز	ا	پ	ل	ج	م	ل
ف	ع	غ	ا	و	ر	ن	ج	ی
ی	د	ے	ف	م	ن	ء	ل	ن
د	ط	ث	ج	ط	ٹ	ن	ا	و

جواب:

براؤن

جامنی

سبز

اورنج